سرکاری رپورٹ (مباحثات)

ستر ہواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 12 نومبر 2019ء بروز منگل بمطابق 14 ربیع الاوّل 1441 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	چیئرمینوں کے پینل کا اعلان۔	04
3	دُعائے مغفرت۔	04
4	رخصت کی درخواستیں۔	05
5	تحریک التوانمبر 2 منجانب: جناب نصراللہ خان زیرے، رکن اسمبلی۔	15
6	قرارداد نمبر 124 منجانب: جناب نور محمد دمڑ، رکن اسمبلی۔	16
7	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	22
8	مجالس قائمہ کی رپورٹس کا ایوان میں پیش کیا جانا۔	22
9	قومی مالیاتی کمیشن کی رپورٹس کا ایوان میں پیش کیا جانا۔	25

جلد 17 ☆☆☆ شمارہ 1

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب صفدر حسین

ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی

مورخہ **12** نومبر 2019ء بروز منگل بمطابق **14** ربیع الاوّل 1441 ہجری، بوقت شام 05 بجکر 15 منٹ پر زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ
رَّحِیۡمٌ ۱۲۸ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰہُ ۟ۖ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ
وَ ہُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ ۱۲۹ ع

﴿پارہ نمبر ۱۱ سُوۡرَۃُ التوبۃ آیات نمبر ۱۲۸ اور ۱۲۹﴾

ترجمہ: آیا ہے تمہارے پاس رسُول تم میں سے، بھاری ہے اس پر جو تم کو تکلیف پہنچے حریص ہے تمہاری بھلائی پر، ایمان والوں پر نہایت شفیق مہربان ہے۔ پھر بھی اگر مُنہ پھیریں تو کہہ دے کہ کافی ہے مجھ کو اللہ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا۔ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡم۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔مَیں قواعدو انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت رواں اجلاس کیلئے ذیل اراکین اسمبلی کو پینل آف چیئر مین کیلئے نامزد کرتا ہوں۔

4۔ جناب سیّد احسان شاہ صاحب۔ 2۔ ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی صاحبہ۔

3۔ جناب محمد اکبر مینگل صاحب۔ 4۔ جناب نصراللہ خان زیرے صاحب۔

فیڈرل سے جو ہمارے مہمان آئے ہوئے ہیں مَیں ان کو ایوان میں آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ جی میڈم آپ بات کریں۔ دومنٹ۔

محترمہ بشریٰ رند (پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات): جناب اسپیکر! سردی ابھی تک آئی نہیں ہے کہ گیس کے پریشر کا مسئلہ شروع ہوگیا ہے۔تو اس کے اوپر میں چاہتی ہوں کہ سوئی سدرن گیس والوں کو اسمبلی میں بلوا کر انکو پابند کیا جائے کہ عوام کو اس پریشانی سے نکال لیں۔ کیونکہ عوام بہت پریشانی سے دوچار ہیں۔ کیونکہ نان بائیوں نے ہڑتال کی ہوئی ہیں۔نہ باہر روٹی مل رہی ہے، نہ گھروں میں بنائی جارہی ہے۔تو لوگوں کو بڑی مشکلات درپیش ہیں۔ ان کی مشکل کو مدنظر رکھ کے آپ سوئی سدرن گیس والوں کو یہاں بلائیں اور ان سے ایک میٹنگ کریں کیونکہ last year بھی اسی طرح مشکلوں سے کوئٹہ سٹی کے لوگوں نے وقت گزارا۔اب یہ ہے کہ یہ مشکل ان کی دُور کی جائے اور گیس کا مسئلہ حل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔جی نصراللہ خان صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! ایسا ہے کہ ہمارے صوبائی مشیر عبدالخالق ہزارہ صاحب کے بڑے بھائی عبداللہ شمس صاحب انتقال کر گئے۔اور اِس کے ساتھ جواں سالہ طالب علم سید غوث اللہ کو بڑی بیدردی کیساتھ شہید کیا گیا ہے۔لہٰذا ان کیلئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مولوی صاحب! ان کے حق میں دعائے مغفرت کی جائے۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

اللہ مغفرت نصیب کرے۔ وقفہ سوالات ۔ جناب نصراللہ خان زیرے صاحب آپ اپنا سوال نمبر 19 دریافت فرمائیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر! point of order

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک صاحب! وقفہ سوالات کے بعد پھر آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرلیں تاکہ کارروائی تھوڑی آگے چل سکے۔سوالات کے فوراً بعد میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ پھر کچھ اور اراکین بھی آجائیں گے پھر آپ

بات کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: سوال نمبر 19۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سوال نمبر 19 کا کوئی اور جواب دینا پسند کریگا حکومتی اراکین میں سے؟

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر یہ سوال غالباً تیسری چوتھی مرتبہ ایوان کے ٹیبل پر آجاتا ہے لیکن پھر defer ہوتا ہے۔ منسٹر صاحب نہیں ہوتے ہیں۔آج زیادہ تر سوالات وزارت داخلہ سے متعلق ہیں۔تو اس کو defer کرکے اگلے سیشن کیلئے رکھ دیں اور منسٹر صاحب کو یہاں آپ بلالیں کہ وہ حاضری دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: محکمہ داخلہ سے متعلق جتنے بھی سوالات ہیں وہ اگلے سیشن کیلئے defer کیئے جاتے ہیں۔اور ان کو یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ اگلے آنے والے اجلاس میں یہاں موجود رہیں۔ جناب اختر حسین لانگو صاحب! آپ سوال نمبر 36 دریافت فرمائیں۔چلو ان سارے سوالوں کو defer کیا جاتا ہے اگلے اجلاس کیلئے۔وقفہ سوالات ختم۔رخصت کی درخواستیں پڑھیں سیکرٹری صاحب۔

رخصت کی درخواستیں

جناب صفدر حسین (سیکرٹری اسمبلی): سردار محمد صالح بھوتانی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر محمد عارف محمد حسنی نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب سکندر خان عمرانی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نواب محمد اسلم رئیسانی صاحب نے بیرونی ملک ہونے کی بنا رواں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب ثناء بلوچ صاحب نجی مصروفیات کی بنا رواں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی

درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب قادر علی نائل صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج اور 15 نومبر کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مولوی نوراللہ صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر زابد علی ریکی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالواحد صدیقی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر یونس عزیز زہری صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب اصغر ترین صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ لیلیٰ ترین صاحبہ نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مُکھی شام لعل صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے

قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جی ملک صاحب! آپ نے point of order پر بات کرنی تھی۔ ملک نصیر شاہوانی صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: آج کے اس اجلاس میں سینٹ کے ممبر محترمہ روبینہ عرفان صاحبہ اور ہمارے قومی اسمبلی کی ممبران جو تشریف فرما ہیں اور دیگر خواتین جو انکے ساتھ ہیں ہم ان سب کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! اس وقت سردیوں کا موسم شروع ہے اور سردیوں کے موسم شروع ہوتے ہی کوئٹہ میں ایک طویل احتجاج، روز یہاں احتجاج جاری رہتا ہے۔ اور جوں جوں یہ سردیوں کے موسم میں اضافہ ہوتا ہے اور احتجاج اتنی شدت سے بڑھتا جاتا ہے۔ میرے خیال میں کل یہاں بارش بھی ہو رہی تھی اور اس بارش کے دوران سریاب یہاں ڈگری کالج سے لیکر شیخ زید ہسپتال تک اس بارش کے اندر بھی خواتین بچے مرد وہاں تک روڈ بند کیئے تھے۔ اور یہ صبح دس بجے سے لیکر شام چار بجے تک مسلسل یہ روڈ بند رہا۔ اس دوران میرے خیال ہمارے حکومتی اراکین ہمارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں مجھے تو یہی امید تھی کہ شاید پورا سریاب بند ہے ان میں سے کوئی دوست پہنچ جائے۔ لیکن وہاں کوئی بھی نہیں پہنچا۔ اور رات پھر یہی ہوا کہ ہم اُن خواتین اور مردوں میں سے کچھ لوگوں کو لیکر جنرل منیجر سدرن گیس کے پاس پہنچ گئے اور وہاں مذاکرات ہوئے۔ اسکے بعد اس گیس کے پریشر کو تھوڑا بڑھایا گیا۔ اور کچھ علاقوں میں گیس کا پریشر بڑ گا۔ لیکن آج بھی آپ یہاں کے اخبارات دیکھیں اکثر علاقوں میں گیس کے پریشر میں کمی ہے۔ اتا کہ کوئٹہ شہر کے اندر بھی بہت سارے ایسے علاقے ہیں جہاں گیس کا پریشر انتہائی کم ہے۔ اور بدقسمتی یہ ہے کہ جب ہم گیس استعمال کرتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! تو تین سو یونٹ کے بعد ایک دم اسکی قیمت جو ہے میرے خیال میں تین گنا بڑ جاتی ہے۔ بلوچستان میں سردیوں کے موسم میں ہر گھر تین سو یونٹ سے اوپر استعمال کرتے ہیں۔ گیس 1952ء میں بلوچستان سے نکلی ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ آج سوئی کے مقام پر، ڈیرہ بگٹی، جس علاقے سے گیس نکلی ہے وہ لوگ بھی اس نعمت سے اس سردی میں بھی محروم ہیں۔ میرے خیال میں وہاں سے جب فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے جس طرح بجلی کے حوالے سے بلوچستان کے ساتھ جو ظلم اور ناانصافی جاری ہیں اسی طرح گیس کے حوالے سے بھی یہ ظلم اور ناانصافی شروع ہو چکی ہے۔ بجلی میں تو انکو یہ کہا جاتا ہے کہ جس علاقے میں جتنی بجلی استعمال کیجاتی ہے وہاں آپکو جتنی revenue generated ہوتا ہے اتنی ہی وہاں بجلی دی جائے۔ کوئٹہ شہر کے اندر بہت سارے علاقے جنکی مَیں مثال دوں۔ ہنہ اوڑک جو ہمارے کینٹ سے جڑا ہوا ہے۔ اگر آپ وہاں کی بجلی دیکھیں تو صرف اور صرف انکو چھ گھنٹے بجلی مل جاتی ہے۔ اس طرح بلوچستان کے طول وعرض میں تین گھنٹے، چھ گھنٹے، پانچ گھنٹے، چار گھنٹے سے

زیادہ بجلی نہیں ہے۔اوراس سردی کےاس موسم کے اندر گیس کی شدت میں اتنی کمی ہے جناب اسپیکر صاحب! ایک تو کوئٹہ اتنا چھوٹا شہر ہے۔ چھوٹا علاقہ ہے جو روز بند رہتا ہے۔اور جب ہماری اگر ایک یا دو روڈ وہاں بند ہو جائیں تو اس کے بعد پورا شہرات بارہ بجے تک جام رہتا ہے۔تو جی ایم سے ہماری ملاقات ہوئی۔اُن کا کہنا یہ تھا کہ ہمیں فیڈرل گورنمنٹ سے یہ کہا گیا ہے'' کہ وہاں جتنا بھی گیس اگر آپ استعمال کرتے ہیں تو ہمیں اُتنا ہی ریونیو چاہیے'' تو ہم چاہتے ہیں کہ آج پورے ایوان کو اِس پر بحث کرنی چاہیے۔اور یہ فیڈرل گورنمنٹ کا subject ہے۔اگر ہم یہاں بیٹھ کر صرف اس پر چھوٹی سی بحث کریں اوراس کے بعد یہ wind-up ہو جائے تو یہ مسئلہ جو روز اٹھتا ہے اور پھر میرے خیال میں روز ہمیں بات کرنی پڑتی ہے۔ ہماری سینٹ سے تعلق رکھنے والی محترمہ روبینہ عرفان صاحبہ بھی یہاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ ہمارے قومی اسمبلی کے ممبر جن کا تعلق تحریک انصاف سے بھی ہے۔میرے خیال میں وہ بھی یہ باتیں سن رہی ہیں۔خصوصاً حکومت کے جو دوست ہمارے ممبران اِس وقت تشریف فرما ہیں۔مَیں یہ بات اُن کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ خدارا! یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ایک تو یہ ہے کہ بلوچستان کے صرف تین یا چار اضلاع میں ہم گیس استعمال کرتے ہیں۔جس میں کوئٹہ، مستونگ، قلات، پشین اب زیارت کے کچھ علاقوں میں اب گیس پہنچ چکی ہے۔لیکن اگر زیارت اور قلات کی گیس کو آپ دیکھ لیں تو میرے خیال میں آپ اس سردی میں وہاں چائے بھی نہیں پکتی ہے۔بعض دفعہ اخبارات میں، سوشل میڈیا میں یہ تصویریں وائرل ہوتی ہیں۔اس گیس کی پوزیشن یہ ہے کہ جس پر چائے نہیں پکتی ہو۔زیارت کی جونیپر کے جنگلات میرے خیال میں جو ہزاروں سال پرانے جنگلات ہیں۔آج اگر اتنے تھوڑے رہ گئے ہیں اس کی main وجہ یہ ہے کہ اس علاقے میں گیس نہ ہونے کی وجہ سے وہ جنگلات اب اپنی آخری stage پر ہیں۔اوراب وہاں گیس پہنچ چکی ہے لیکن اس کے اندر پریشر نہیں ہے۔اُس علاقے سے تعلق رکھنے والے ہمارے صوبائی وزیر بھی بیٹھا ہوا ہے۔میرے خیال میں میرے بعد اسکو بھی اُٹھ کر کچھ باتیں ضرور کرنی چاہیے۔آج ہماری طرف سے، صوبائی اسمبلی کی طرف سے ایک پیغام وفاق میرے خیال میں چودہ تاریخ کو عمرایوب جو وفاقی وزیر پانی و بجلی کا ہے۔میری تو انفارمیشن یہی ہے کہ شاید وہ بلوچستان آرہے ہیں۔تو زمینداروں کے حوالے سے ہماری اُن سے ملاقات ہے۔ ہمارے وزراء صاحبان یا ہماری حکومت کی بھی اُس سے ملاقات ہوگی۔تو بلوچستان کے گیس کا ایک مستقل حل نکالنا چاہیے۔اگر آپ تین سو یونٹ کے بعد ہم اسکے تین گنا زیادہ بل دینا شروع کریں۔جناب اسپیکر صاحب! 29 ہزار روپے سے لیکر نوے ہزار روپے تک اس وقت ہمارا بل آرہے ہیں۔ جو میرے خیال میں کسی کے بس میں نہیں کہ اتنا بڑا بل وہ ادا کرسکیں۔اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ بلوچستان کی جو بجلی کے حوالے سے جو سبسڈی دی جاتی ہے اس طرح گیس کے حوالے سے بھی کوئی ایسی ٹیرف

بلوچستان کے حوالے سے طے کیا جائے کہ یہ تین سو یونٹ والا۔ کیونکہ اس سردیوں کے موسم میں ہر شخص کے گھر جو ہے تین سو، جب ہم گیس والوں سے کہتے ہیں کہ ہمارا اتنا زیادہ گیس کا بل آجاتا ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ دو میٹر لگائیں، تین میٹر لگائیں لیکن ایک میٹر لگانے کے لئے میرے خیال میں دو، دو سال تین، تین سال انتظار کرنا پڑتا ہے۔ ہماری ایک اور صوبائی وزیر یہاں تشریف فرما ہیں پچھلے سال اس نے اپنا گیس کا بل بھی لایا تھا۔ اور اس ایوان میں لہرا رہے تھے کہ میں کینٹ میں رہتا ہوں اور میرے خیال میں دو گھر کے چولہے جلتے ہیں۔ میرا اپنا بل ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپے سے زیادہ ہے۔ تو ہر غریب جو ہے اگر 80 ہزار اسکا بل بھی آتا ہو اور اس سردی کے موسم میں اور اس بارش میں۔ مَیں نے تو کل پورا دن اپنا بارش میں سریاب روڈ پر گزارا ہے۔ سریاب روڈ کو کھولتے کھولتے شام ہوگئی۔ میرے خیال میں اب ہمارے بس سے یہ باہر ہو چکا ہے۔ اس کا کوئی مستقل حل ڈھونڈا جائے۔ ہمارے وفاقی وزیر آرہے ہیں خصوصاً ہماری صوبائی جو حکومت ہے یہ اس کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ اسکے لئے کوئی ایک راستہ نکال لیں۔ روز روز میرے خیال میں ایک ہفتے کے دوران اگر سریاب روڈ پر عورتیں، بچے تین دفعہ بیٹھ کر اِس پر احتجاج کرتے ہیں تو یہ کوئی پکنک منانے کے لئے نہیں آتی ہیں۔ اور اس سردی اور بارش میں اگر وہ مجبوراً ہماری مائیں اور بہنیں جو پردہ دار ہوتی ہیں، وہ روڈز پر بیٹھی رہتی ہیں۔ ان کو کوئی مشکل کوئی مصیبت اس روڈ تک لے آتی ہے۔ تو میری گزارش ہے کہ کم از کم اس پر سنجیدگی کا مظاہرہ کیا جائے۔ اس کا مستقل حل تلاش کیا جائے۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ملک صاحب۔ جناب نصراللہ خان زیرے صاحب کی جانب سے تحریک التوا نمبر 2 موصول ہوئی ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! مَیں آپ سے ریکوئسٹ کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بات سنیں زیرے صاحب! مَیں آپ کو بتاتا ہوں، دو منٹ آپ میری بات سنیں۔ اس پر آنے والے دنوں میں قرارداد بھی آرہی ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں جناب! آج ہی issue ہے جناب اسپیکر! میں اپنے حلقے کی بات کرتا ہوں۔ آج میرا حلقہ ایسٹرن بائی پاس پورا دن لوگوں نے احتجاج کے طور پر بند کیا تھا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: پھر آپ قرارداد کے بیچ میں آپ بات کر رہے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں جناب اسپیکر صاحب! چونکہ عوامی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے۔ کوئٹہ میں نہ گیس ہے، نہ بجلی ہے، نہ پانی ہے۔ تو اب بھی ہم نہ بولیں۔ ہمیں یہاں کس لئے بھیجا گیا ہے؟ ہماری عوام نے ہمیں اس لئے بھیجا ہے کہ ہم ان کی بات کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! آپ بات نہیں سمجھ رہے ہیں دیکھیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! realy یہ serious issue ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اِس سے serious issue کوئی ہو نہیں سکتا۔ میں صرف آپ کو اتنا بتاتا چلوں کہ قرارداد کے بیچ میں تقاریر نہیں کریں۔ جو وقت ہے اس میں آپ بیشک بات کرلیں۔ اُس سے پہلے جو آپ کی وہ تحریک التوا نمبر 2 ہے اس کو ہم لوگ نمٹا دیتے ہیں اس کے بعد بیشک پھر آپ بات کرلیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز): میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں اگر آپ ایک منٹ مجھے دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! گیس کے حوالے سے تو بعد میں آپ نے کہا بات کرتے ہیں۔ میں ایک بات اور ایک بیان آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ پہلے تو میں اپنے بہنوں کو جو ہے خوش آمدید کہتا ہوں یہاں اسمبلی اجلاس دیکھنے پر۔ ہماری colleague جو پرانی روبینہ عرفان صاحبہ ہیں اور ساتھ ایم این اے صاحبہ جو یہاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ مَیں صرف اتنا کہوں گا کہ ہمارے کچھ دنوں سے دھرنا چل رہا ہے جو فیڈرل گورنمنٹ کے خلاف ایک احتجاج ہو رہا ہے۔ جو مولانا صاحب کی قیادت میں ہماری پارٹیوں نے کیا تھا۔ اسمیں میں آپکے سامنے ایک بیان رکھتا ہوں وزیر اطلاعات پنجاب، چوہان صاحب۔ جس نے ایک بیان دیا تھا" کہ اس دھرنے میں شامل مولانا فضل الرحمٰن، اسفندیار ولی خان، محمود خان، شیر پاؤ، جتنے بھی ہیں یہ سارے غدار اکٹھے ہوئے ہیں۔ میں میڈیا کے توسط سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کم از کم اس وزیر صاحب کو اتنا سوچنا چاہیے کہ اس اسمبلی سے، اس ایوان میں، اس پارٹیوں کے بہت سے ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں بھی عوامی نیشنل پارٹی سے تعلق رکھتا ہوں۔ یہاں جمعیت کے بھی ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہاں پشتونخوا کے بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور اس طرح کے بیان کو مَیں نامناسب روّیہ سمجھتا ہوں۔ کہ اس کو یہ اختیارات کس نے دیئے ہیں کہ وہ سرٹیفکیٹ جاری کرلیں کہ کون پاکستانی ہے اور کون جو ہے وہ غدار ہیں؟ ایک احتجاج ہوتا ہے۔ احتجاج جمہوری ملکوں میں کسی پارٹی، انسان کا بنیادی حق ہوتا ہے۔ وہ بات کرسکتے ہیں۔ ضروری نہیں ہے کہ آپ بھی پی ٹی آئی سے تعلق رکھتے ہیں کہ جی عمران خان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں تو ہم عمران خان صاحب کی پالیسوں سے اتفاق کریں۔ یہ نہیں ہوسکتا ہے۔ جب کوئی پہلے (ن) لیگ کی حکومت تھی۔ اِس سے پہلے پیپلز پارٹی کی حکومت تھی۔ ہمیشہ ہم اقتدار میں رہے ہیں اور اپوزیشن میں بھی رہے ہیں۔ یہ دنیا کے ہر جمہوری ملک میں آپ دیکھ لیں یہی سسٹم چل رہا ہے۔ اگر کل کو کوئی احتجاج کرتا ہے۔ اور وہاں سے یہ جواب آتا ہے کہ جی یہ غدار

ہے۔ ہمارے ملک میں تو مصیبت یہی ہے کہ جس کے پاس جمہوری طریقے سے کسی چیز کا جواب نہیں ہوتا تو وہ پاکستان میں ایک بہت آسان طریقہ ہے پنجاب کے پاس۔ وہاں انکی پارٹیوں کے اور انکے لوگوں کے پاس" کہ جی یہ سارے غدار اکھٹے ہوئے ہیں" بھئی! تو کیا پشتون اگر یہاں رہتے ہیں۔ کوئی سات، آٹھ کروڑ آبادی یہاں پشتونخوا، بلوچستان، کراچی سے لے کر کے، تو کیا یہ سب غدار ہیں؟ بھئی! اب وہ آئے ہوئے ہیں۔ اُنکا کوئی احتجاج ہے وہاں اسلام آباد میں کر رہے ہیں۔ آپ جمہوری طریقے سے ان کو جواب دے دیں۔ یہ ہمیشہ ایک دفعہ نہیں ہوا ہے۔ دو دفعہ ہوا ہے۔ وہاں فواد چوہدری صاحب نے بھی کہا تھا ایک دفعہ کہ جی! یہ تو غدار لوگ ہیں۔ بھئی! میں اس پارلیمنٹ میں بیٹھا ہوں۔ اس پارلیمنٹ کے تحت میں حلف لیا ہوا ہے۔ آپ لوگوں کو کس نے یہ اختیار دیا ہوا ہے کہ مجھ پر غداری کا الزام لگا رہے ہیں؟ براہِ کرم مَیں تو کہتا ہوں کہ شاید اس ہاؤس میں ہمارے یہاں جتنے یہاں کے رہنے والے ہیں، پشتون، بلوچ، ہزارہ ہیں، minorities ہیں۔ ہم یہاں بلوچستان سے رہنے والے بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم پاکستان سے تعلق رکھتے ہیں۔ براہِ کرم اس جو ہمارے اطلاعات کے وزیر ہیں اس کو مَیں یہ کہتا ہوں کہ اس بیان پر کم از کم معافی مانگ لیں۔ اور اس کی تردید کریں کہ آئندہ ایسے بیانات نہیں دیا کریں۔ اس سے ہماری دل آزاری ہوئی ہے۔ ابھی میں کیا کروں۔ میں تو کم از کم ان لوگوں سے سرٹیفیکٹ نہیں لوں گا۔ کوئی بھی جہاں کوئی ادارہ ہو۔ کوئی پارٹی ہو، کوئی تنظیم ہو۔ اگر اسکے پاس ہمارے اس احتجاج کا کوئی ایسا مثبت جواب ہے کہ اگر وہ غیر آئینی ہے، غیر جمہوری ہے تو پھر وہی جواب دے دیں۔ اگر یہ جواب نہیں ہے تو بیٹھ کر وہ مذاکرات کے طریقے سے انکو حل کریں۔ ہم تشدد کے خلاف ہیں۔ ہم نے کبھی بھی تشدد کی بات نہیں کی ہے۔ ہماری پارٹی باچا خان کی پارٹی ہے۔ عوامی نیشنل پارٹی نے ہمیشہ تشدد سے نفرت کیا ہوا ہے۔ لیکن اگر تشدد کا مقصد یہی ہے کہ ہم ایک ہزاروں کی تعداد میں جلوس نکالتے ہیں اور ہم اپنا احتجاج کرتے ہیں۔ اور ادھر سے وہ جواب دیتا ہے کہ جی یہ غدار ہیں۔ بھئی آپ کو کس نے سرٹیفیکٹ دیا ہے؟ سب سے بڑے غدار تو یہی لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ فلاں غدار ہے۔ چونکہ یہ انتشار پھیلانے کی باتیں کر رہے ہیں۔ جب آپ کسی کو غدار کہتے ہو تو اس کا دل دکھتا ہے اور اس اشتعال میں کوئی بھی بات کر سکتا ہے۔ تو یہی لوگ غدار ہوتے ہیں جو ہم پر غداروں کا جو الزام لگاتے ہیں۔ اس کو اپنا قبلہ درست کرنا چاہیے اور اس بنیاد سیاست کرنی چاہیے۔ ان کو جمہوریت سیکھنا چاہیے۔ ان کی جمہوری اور یہاں جو اقدار ہیں، یہاں کی روایات ہیں اس کو سامنے رکھیں۔ kindly اپنی سیاست کریں۔ تو میں اس بیان کی مذمت کرتا ہوں۔ اور ہماری اس جو اسمبلی کے توسط سے میں کہتا ہوں کہ آئندہ بلوچستان کے بارے میں پشتونخوا کے یہاں کے عوام کے بارے میں ہمارے مظلوم ہیں ہمارا حق ہے یہاں ہم حقوق رکھتے ہیں۔ اور اب فیڈرل کو چاہیے کہ وہ ہمارے حقوق کا

تحفظ کریں اور بہت اچھی طریقے سے۔ اگر انہوں اچھا کام کیا عمران خان نے تو ہم اُن کی تعریف بھی کرینگے۔ لیکن اس طریقے سے ہم ان کی اِن بیانوں کے، اس کی جو پارٹی کے لوگ ہیں، وہ جو اس طرح بیانات دے رہے ہیں اس کی ہم مذمت کرتے ہیں۔ اور kindly اس طرح کے آئندہ بیانات نہیں دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زمرک خان اچکزئی صاحب۔

میر نصیب اللہ مری (وزیر صحت): جناب اسپیکر صاحب! جیسے زمرک صاحب نے کہا۔ تو یہاں دھرنا دیا ہے، جمہوری حکومت جو ہمارا ایک منتخب حکومت ہے، عمران خان صاحب کے خلاف ہیں۔ وہاں مختلف طریقے سے باتیں ہورہی ہیں۔ انہوں نے بھی ایک منتخب حکومت کے خلاف جو selected یا دوسرے الفاظ جو استعمال کرتے ہیں وہ بھی کوئی جمہوری بات نہیں ہے جو یہ حزب اختلاف والے کرتے ہیں۔ اس طرح نہیں ہوتا ہے۔ وہاں جو باتیں کررہے ہیں حکومت کے خلاف۔ جب ہم نے دھرنا دیا اسی طرح اسمبلیوں میں ہمارے خلاف بھی اسی طرح کے الزامات لگتے رہے۔ وہ یہ ہے کہ اس وقت بھی انہوں نے بھی اور ساروں نے اسطرح کہا ہے کہ یہ دھرنا غیر قانونی ہے۔ اور اسمبلی کے اندر ہمارے خلاف بھی باتیں ہوئی ہیں جو آپ نے بھی سنا ہے اور میں نے بھی سنا ہے اور ہم سب نے سنا ہے۔ اس طرح کا یہ نہیں ہے۔ اگر ایک منسٹر نے کہا ہے تو ایک اس کو بھی دیکھنا چاہیے کہ ایک منتخب حکومت آئی۔ اگر ووٹوں سے لوگوں نے منتخب کیا ہے تو اس میں وہ نہیں ہیں۔ اس وقت ہم نے جو دھرنا دیا تھا اور ہم نے کہا چار حلقے کھول لیں۔ ہم نے حلقے کا کہا تھا۔ ہم اُس وقت یہ دھرنا نہیں دیا تھا حکومت کے خلاف۔ ہم نے حکومت کے خلاف اس وقت جو دھرنا دیا تھا حلقوں کے خلاف۔ یہ تو ایک منتخب حکومت، کہتے ہیں۔ جب منتخب وزیر اعظم resign دے، یہ ہو نہیں سکتا ہے۔ جناب اسپیکر! اگر انہوں نے یہ دھرنا دیا ہے۔ آپ بھی دیکھ رہے ہو، کنٹینرز کے اوپر کیسی کیسی باتیں ہورہی ہیں۔ آپ بھی دیکھ رہے ہو اور مختلف میڈیا کے توسط سے وہ باتیں بہت ہورہی ہیں۔ اس لئے میں جناب زمرک خان صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ لوگوں کی طرف سے جو باتیں آرہی ہیں تو اس کا جواب یہی مل رہا ہے آپ کو۔ thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ میر نصیب اللہ مری صاحب۔ میرے خیال سے کارروائی کی طرف آتے ہیں۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: پہلے کنٹینروں پر کس نے یہ باتیں شروع کی ہیں، وہ بھی ہمیں پتہ ہے لیکن اس طرح کا نہیں ہونا چاہیے، مَیں نے نہ غدار غدار لفظ کا استعمال کیا ہے۔ ہمیں غدار نہیں کہنا چاہیے وہ کون ہوتا ہے غدار کا سٹرفکیٹ دینے والے۔ تو یہ گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! جولوگ انگریز کے اصطبلوں میں کام کرتے تھے جوانگریز کی فوج میں ہوتے تھے وہ آج اِس ملک کے محبّ وطن بنے ہیں۔ جنہوں نے انگریز کے خلاف جدوجہد کی جنہوں نے انگریز کو یہاں سے نکالا۔ جنہوں نے قربانیاں دی ہیں آج وہ اِنکے الفاظ میں ''کہ وہ غدار ہیں''۔ مَیں پنجاب کے وزیراطلاعات کی اس بات کی پرزور مذمت کرتا ہوں۔ آج جودھرنا جاری ہے وہ ایک جمہوری دھرنا ہے۔ اُس میں لاکھوں لوگ شریک ہیں آج اسلام آباد میں۔ آج اسلام آباد میں آزادی مارچ میں جو ہماری 09 پارٹیوں کی قیادت مولانا فضل الرحمٰن صاحب، محمود خان اچکزئی صاحب، اسفندیار ولی خان صاحب، آفتاب شیرپاؤ صاحب، بلاول بھٹو زرداری صاحب، اِنکے علاوہ دیگر پارٹیوں اور شخصیات لیڈرز سب اس میں شریک ہوتے ہیں۔ اُنہوں نے ایک جمہوری بات کی ہے۔ آج پنجاب کا وزیر ہے، وہ جو کچھ کہہ رہا ہے تو ہمیں افسوس ہوتا ہے۔ وہ اگر خود اپنے کو دیکھ لیں وہ انگریز کے وفادار رہے ہیں ہم انگریز کے خلاف رہے ہیں۔ اب آپ پیمانہ خود آپ کریں کہ کون غدار ہے اور کون محبّ وطن ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ نصراللہ خان زیرے صاحب۔ جی کھیتران صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر خوراک و بہبود آبادی): مَیں تحریک استحقاق لانا چاہ رہا تھا۔ او جی ڈی سی ایل Oil and Gas Development Corporation، اُس کی بلوچستان دشمنی کی مَیں بات کروں گا۔ سب سے پہلے تو جناب اسپیکر! ہماری ایم این اے ہیں روبینہ عرفان صاحبہ، مَیں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے انہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! وہاں ایک جی ایم جو پہلے تھا وہ ہماری صوبہ سے تعلق رکھتا تھا، جتنی بھی بلوچستان دشمنی کرنی تھی وہ کرتا رہا۔ اب اُسکی جگہ پر ایک اور آیا ہے جس کا نام ہے سلیم باز۔ کیونکہ MD سے بھی میری بات ہوئی ہے۔ مَیں اُسکے پاس گیا۔ میں نے جاکے اُسکے ساتھ میٹنگ بھی کی۔ اُس کے بعد سے وہ اور ہی زیادہ۔ جہاں بھی بلوچستان کی employment کا سوال آتا ہے یا اُسکے development کی بات ہے تو وہ بلوچستان دشمنی میں آگے آگے جارہا ہے۔ تو اُسمیں میری میٹنگ کے حوالے سے درجنوں فون کالیں کی ہیں۔ آگے سے کوئی اُنکے جواب نہیں دیئے ہیں آفیشل نمبر سے بھی اور موبائل نمبر سے بھی۔ تو مَیں اُسکے خلاف تحریک استحقاق لانا چاہتا ہوں آپ مہربانی کرکے میری راہنمائی کریں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کھیتران صاحب! منسٹر جو ہے وہ rules of procedure کے تحت تحریک استحقاق نہیں لاسکتے ہیں۔ تو آپ نے اپنے کیبنٹ میں discuss کرنا ہوگا۔ ایم پی ایز لا سکتے ہیں۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: نہیں، کیبنٹ میں تو مَیں ضرور لے آؤں گا۔ میری ایم این ایز وغیرہ یہاں بیٹھی تھیں

ابھی، تو مَیں چاہتا تھا کہ اس کو نیشنل اسمبلی کے لیول تک بھی take-up کیا جائے۔ اب وہ وہاں سیاسی دوکان کھول کے بیٹھا ہوا ہے اس کو نوکری سے نکالو اُس کو ڈالو۔ اس کو نکالو اُس کو ڈالو۔ اُس کی جو پراونشل یہاں کا سی صاحبہ ہیں اُن سے میری بات ہوئی۔ مَیں اس فورم پر جاؤں مجھے تھوڑی سی راہنمائی چاہیے کیونکہ یہ ایک میرے ڈسٹرکٹ کا سوال نہیں ہے جہاں جہاں یہ آئل اینڈ گیس ڈویلپمنٹ کارپوریشن ہے ان کی زیادتیاں جو بھی کر رہا ہے وہ خاص کر میں اُس کی بات کروں گا سلیم بازکا۔ تو مہربانی کر کے اس میں میری تھوڑی سی۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سردار صاحب اس میں تو آپ کیبنٹ میں کرلیں۔

وزیر خوراک و بہبود آبادی: کیبنٹ میں بھی کروں گا اور سینٹ میں بھی جاؤں گا۔ اس کو کم از کم یہاں بُلایا جائے اس ایوان میں ریکارڈ لاؤں گا کہ اُس نے، بلوچستان لیول پر لوگوں کو بیروزگار کرنا۔ اور یہاں کے ترقیاتی کاموں میں مداخلت کرنا۔ یہ مَیں پھر بمعہ ریکارڈ کے مَیں ذمہ داری سے اس فلور پر بات کر رہا ہوں کہ میری گزارش ہوگی آپ سے کہ اُسکو یا اُسکے MD کو بلایا جائے اور ہم ثبوتوں کے ساتھ اُسکے سامنے رکھ دیں گے کہ کیا کیا اُس نے دوکان کھول کر بیٹھا ہے۔ کیونکہ جب بھی کہیں exploration ہوتی ہے، تو باضابطہ طور پر۔ ہوم سیکرٹری بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ باضابطہ اُسکو این او سی جاری کر دی جاتی ہے اور اُسکے تحت وہ پابند ہوتے ہیں متعلقہ ڈپٹی کمشنر اُس میں جو معاہدہ ہوتا ہے لمٹ ہوتی ہے اُس میں اور ہوم ڈیپارٹمنٹ پاس کر کے، این او سی کے بغیر تو وہ آ ہی نہیں سکتے ہیں تو وہ ساری چیزوں کی violation کر رہا ہے one window operation کر کے وہ اپنی مرضی چلا رہا ہے تو مہربانی کر کے میری گزارش ہوگی اس ایوان سے۔ یہ ایک میرا ڈسٹرکٹ نہیں ہے باقی جہاں جہاں اُن کے۔ مطلب ہمارے یہاں کے لیبرز کے ساتھ دوسروں کے ساتھ۔ ابھی فاروق فلور میں دھماکہ ہوا اُس میں گدھا اور اُس کے ساتھ جو ہے ناں وہ ہمارا ایک غریب مزدور تھا وہ شہید ہوگیا۔ وہ پانی بھرنے والا تھا۔ اُن کو جتنی تنخواہیں وہ دے رہے ہیں یا جتنی زیادتیاں ہو رہی ہیں تو مَیں ثبوتوں کے ساتھ یہ چیزیں لانا چاہتا ہوں۔ میرے ساتھ میرے دوست نصیب اللہ صاحب بھی ابھی بیٹھے ہوئے ہیں انکا کوہلو متاثر ہے۔ اُس سے بارکھان متاثر ہے اسی طریقے سے ہرنائی ہے۔ تو مَیں گزارش کروں گا کہ آپ کی طرف سے ایک اُنکو آپ کے good office کی طرف سے ایک letter چلا جائے اُسکا MD آ کے یہاں جواب دے یا اُسکو یہاں بُلایا جائے کہ آ کے۔ پھر میں ثبوت ساری چیزیں سامنے رکھوں گا شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: صحیح ہے کھیتران صاحب! پھر اس پر پھر ڈسکس کرلیں گے پھر وہ بنالیں گے۔ جی دنیش۔

جناب دنیش کمار: جناب اسپیکر! سکھ برادری کے بانی گُرو نانک صاحب جی کا پانچ سو پچاس سالواں جنم دن

ہے اس موقع پر مَیں آپ کے توسط سے دنیا کے چودہ کروڑ سکھ جو ہمارے بھائی ہیں وہ پاکستان میں رہنے سکھ بھائی بلوچستان کے رہنے والے ہندو بھائی، اُن کو مَیں دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! بابا گرو نانک صاحب نے ہمیشہ انسانیت کا درس دیا۔ اُنہوں نے وحدانیت کا درس دیا اور اُنہوں نے ہمیشہ، آپ اگر گُرو گرانت صاحب کا مطالعہ کریں تو اُن میں ہر مذہب کے بارے میں بتایا گیا ہے اور ہر مذہب کے بارے میں کہا گیا ہے کہ مذہب کوئی خراب نہیں ہوتا ہے۔ ہر مذہب کی تعریف کی گئی ہے۔ جناب اسپیکر! بلوچستان کی ہندو برادری اس لئے خوش نصیب ہے کہ وہ بلوچستان کی ہندو برادری بھی دندن بابا گُرو نانک کی پیروکار ہیں وہ بھی اُنہیں اپنا اوتار مانتی ہیں۔ ہم اپنے وزیر اعظم جناب عمران خان کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کرتار پور راہداری کو کھول کر دنیا کے سکھوں کی دلی تمنا پوری کی ہے مَیں اُن کو اس موقع پر سیلیوٹ پیش کرتا ہوں کہ اُنکے اس اقدام سے بھارتی کے مُنہ پر طمانچہ لگا ہے۔ بھارتی حکومت نے اور اسکے سپریم کورٹ نے بابری مسجد کی متعصّبانہ فیصلہ کیا ہے۔ جناب عمران خان نے واضح کر دیا کہ ہم اقلیتوں کو برابر کے شہری سمجھتے ہیں اور پاکستان کے عوام نے ثابت کر دیا کہ ہم اپنی قرآن پاک کی تعلیمات کے مطابق اقلیتوں کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں اور اُن کو اپنے سے جُدا نہیں سمجھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ دنیش صاحب۔ مَیں اپنی جانب سے بھی سکھ برادری کو مبارکباد دیتا ہوں۔ جی نصراللہ زیرے صاحب کی جانب سے تحریک التوا نمبر 2 موصول ہوئی ہے قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی کے مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 75 کے تحت تحریک التوا پڑھ کر سناتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ 04 نومبر 2019ء کو جواں سال طالب علم سیّد غوث اللہ جنہیں 14 اگست 2019ء کو کوئٹہ سے اغوا کیا گیا تھا، گولیوں سے چھلنی لاش ضلع قلعہ عبداللہ سے میزئی اڈہ سے برآمد ہوئی۔ ڈھائی ماہ کے عرصہ کے دوران اغوا کاران مقتول کے خاندان والوں سے مسلسل نقد رقم کا مطالبہ کرتے رہے لیکن امن و امان قائم رکھنے والے اداروں نے مقتول کو بازیاب کرانے میں ناکام رہے۔ لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس دردناک اور عوامی نوعیت کے حامل واقعہ کو زیر بحث لایا جائے۔ آیا تحریک التوا نمبر 02 کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے؟ جو اراکین تحریک کے حق میں ہیں وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔ تحریک کو قاعدہ (2)75 کے تحت مطلوبہ اراکین اسمبلی کی حمایت حاصل ہو گئی ہے لہٰذا جناب نصراللہ خان زیرے صاحب آپ اپنی **تحریک التوا نمبر 02** پیش کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: تحریک التوا نمبر 02 میں اسمبلی قواعد و انضباطِ کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوا کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ 04 نومبر 2019ء کو جواں سال طالب علم سیّد غوث اللہ جنہیں 14 اگست 2019ء کو کوئٹہ سے اغوا کیا گیا تھا، گولیوں سے چھلنی لاش ضلع قلعہ عبداللہ سے

میزئی اڈہ سے برآمد ہوئی۔ڈھائی ماہ کے عرصہ کے دوران اغوا کاران مقتول کے خاندان والوں سے مسلسل نقد رقم کا مطالبہ کرتے رہے لیکن امن وامان قائم رکھنے والے اداروں نے مقتول کو بازیاب کرانے میں ناکام رہے۔لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس دردناک اور عوامی نوعیت کے حامل واقعہ کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک التوا نمبر 02 پیش ہوئی لہٰذا تحریک التوا نمبر 02 کو مورخہ 15 نومبر 2019ء کی نشست میں بحث کے لئے منظور کیا جاتا ہے۔سرکاری کاروائی۔وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ وواسا صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر **124** پیش کریں۔

جناب نور محمد دمڑ(وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ وواسا): شکریہ جناب اسپیکر۔چونکہ ضلع زیارت میں موسم سرما میں صوبہ کے دیگر اضلاع کی بہ نسبت سخت سردی پڑتی ہے۔اوراکثر برفباری کی وجہ سے علاقے میں درجہ حرارت منفی گیارہ سے منفی پندرہ تک چلی جاتی ہے۔گیس پریشر نہ ہونے کی بنا علاقے کے رہائشی سردی سے بچاؤ کے لئے جونیپر کے قیمتی جنگلات کاٹ کر بطور ایندھن استعمال کرتے ہیں۔علاوہ ازیں ملک کے دیگر صوبوں سے سیاح بھی موسم سرما میں تفریح کی غرض سے زیارت آگے ہیں لیکن گیس پریشر نہ ہونے کی بنا اُنہیں بھی سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ ضلع زیارت کے قیمتی جنگلات کی بچاؤ اور ضلع کے عوام کی پریشانیوں کو مدنظر رکھ کر ضلع زیارت کی گیس پریشر کو فوری طور پر بڑھانے کی اقدامات اُٹھائے جائیں۔تاکہ جونیپر کے قیمتی جنگلات کے تحفظ کو یقینی بنایا جاسکے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ،قرارداد نمبر 124 پیش ہوئی،اس کی admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

میر اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! زیارت جیسا علاقہ ہمارا ایک علاقہ قلات کا بھی ہے وہاں بھی جونیپر کے جنگلات ہیں اور کوئٹہ بھی اس میں ہے جہاں گیس پریشر کا کافی اس میں مسئلہ ہے۔اور چونکہ جنگلات کے حوالے سے اور جنگلات کے تحفظ کے حوالے سے نور محمد صاحب نے بہت اچھی قرارداد لائی ہے اس میں مَیں سمجھتا ہوں کہ قلات کے علاقہ اَربوئی کو بھی اس میں شامل کیا جائے اَربوئی اور چلتن کو بھی شامل کیا جائے اس میں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔جی نور محمد صاحب۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ وواسا: شکریہ جناب اسپیکر! قرارداد کے حق میں کچھ باتیں بولنا چاہتا ہوں زیارت میرے خیال میں کسی تعارف کا محتاج ضلع نہیں ہے۔زیارت ایک مشہور ضلع ہے۔زیارت میں قائداعظم محمد علی جناب کی آخری آرام گاہ ہے۔اور زیارت کے جونیپر کے جنگلات میرے خیال میں ایشیا کے دوسری نمبر پر شمار کیئے جاتے ہیں۔اور زیارت کی خوبصورتی بھی یہی جنگلات ہیں۔اور زیارت کے عوام کے ساتھ عرصہ دراز سے یہ سلوک گیس

کمپنی روا رکھا گیا ہے جب سے زیارت کو گیس ملی ہے۔ ایک تو زیارت کو گیس priority کی بنیاد پر ملنی چاہیے تھی پہلے بھی لیکن بہت دیر سے زیارت کو گیس ملی۔ لیکن جب سے گیس ملی ہے زیارت کو، زیارت والوں نے زیارت کے عوام نے زیارت کے آفیشلز نے سب نے دفتروں میں میٹر بھی لگائے ہیں۔ اور سب عوام زیارت کے گیس کی بل وغیرہ بھی ادا کررہے ہیں لیکن جب سے گیس زیارت کو ملی ہے اُس وقت سے زیارت کے عوام نے گیس سے کوئی پانچ فیصد بھی استفادہ نہیں کیا ہے۔ وہ اس لئے کہ جب گیس کی ضرورت پڑتی ہے یا پھر گیس کے استعمال کا دور آتا ہے تو اُس دور میں تو گیس پریشر یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ وہاں چولہا جلانے کے قابل نہیں ہوتا۔ آپ کو پتہ ہے جناب اسپیکر! کہ زیارت میں آج کل بھی مائنس گیارہ ڈگری سینٹی گریڈ تک پہنچ گیا ہے۔ نقطہ انجماد سے اوپر نقطہ گیا ہے آپ خود اندازہ کرسکتے ہیں کہ زیارت کے عوام وہاں پر کیا گزارہ کریں گے جب گیس نہ ہو۔ ایک طرف گیس نہیں ہے اور دوسری طرف ہم جنگلات کو بچانے کی کوشش کررہے ہیں۔ جنگلات ظاہری بات ہے جو ہماری قومی اثاثہ ہیں ہم کسی قیمت پر بھی جنگلات کو کاٹنے کی اجازت تو نہیں دے سکتے۔ بہرحال زیارت کے عوام کا چارہ کیا ہوگا؟ ایک طرف گیس نہیں اور دوسری طرف جنگلات کو کاٹنے پر ہم نے پابندی لگائی ہے۔ اور یہ جو سوکھی لکڑی وہ اٹھا کر لے جاتے ہیں اس پر باقاعدہ جرمانہ لگادیتے ہیں۔ جنگلات والوں کی باقاعدہ دس گارڈ ہیں وہاں۔ مَیں تو محکمہ جنگلات والوں کو appreciate کرتا ہوں کہ وہ جنگلات بچانے کی تو کوشش کررہے ہیں۔ زیارت کی پہچان بھی یہی جنگلات ہیں۔ لیکن وہاں کے لوگوں کا کیا چارہ ہوگا؟ پورا ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہے وہاں پر، ہمارے ایگزیکٹو آفیسران بیٹھے ہوتے ہیں۔ وہاں آفیسرز اور اسٹاف موجود ہیں۔ وہ migration تو نہیں کرسکتے۔ ٹھیک ہے کچھ لوگ وہاں سے اس بنیاد پر migration بھی کرکے چلے بھی جاتے ہیں۔ لیکن جو ہمارے ڈسٹرکٹ کے ذمہ داران ہیں۔ وہاں جو کاروباری حضرات ہیں تو وہ اس وجہ سے migration کرکے تو نہیں جاسکتے۔ تو یہ زیارت کے عوام کے ساتھ ایک سراسر ناانصافی ہے۔ ابھی سے تو مَیں نہیں کہہ رہا ہوں۔ جب سے زیارت کو گیس ملی ہے۔ شاید ہمارے دوستوں کے علم میں ہوگا۔ آپکو بھی معلوم ہوگا کہ جب سے گیس ملی ہے زیارت کو۔ یہی رویہ گیس والوں نے زیارت ساتھ رکھا۔ اور وہاں اس گیس پریشر کی وجہ سے کافی casualties بھی ہوگئے۔ گیس رات کو نہیں ہوتی۔ آدھی رات کو پھر آجاتی ہے تو لوگ ایسے ہی کھلا چولہے چھوڑ کر سوجاتے ہیں تو میرے خیال میں کافی لوگ اس کی وجہ سے مَر بھی گئے۔ کافی خاندانوں کو نقصان بھی پہنچا۔ تو یہ گیس والوں کی غفلت بھی ہے اور گیس والوں کی زیارت کے ساتھ ناروا رویہ بھی ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارے گیس پائپ لائن کوئی چھوٹا ہے یا کچلاک کے area میں کوئی چوری وغیرہ ہورہی ہے۔ تو یہ بھی زیارت کے عوام کی ذمہ داری تو نہیں ہے۔ کہ زیارت کے عوام سے بل وغیرہ بھی لے رہے

ہیں اوراس کے باوجود بھی گیس زیارت کے عوام کو مہیا نہیں کیا جارہی ہے۔تو ہماری طرف سے تو ہم نے ہر قسم کا انکے ساتھ تعاون کیا ہے۔ اورانتظامیہ کے ساتھ تعاون کرر ہے ہیں۔ جو وہ بل ادانہیں کرر ہے ہیں انکے کنکشن وہ disconnect بھی کر سکتے ہیں۔لیکن اس کے باوجود بھی وہ عملی کوئی اقدامات نہیں کرر ہے ہیں۔لہٰذا میری یہ تمام دوستوں سے گزارش ہے کہ بلوچستان میں یکدم ہر جگہ گیس کا بحران ہیں۔گیس کی پریشر نہ ہونے کی شکایات ہیں۔ لیکن پھر زیارت کی ایک specialty ہے۔ زیارت کا ایک خاص موسم ہے۔ جو وہ نا قابل برداشت ہے۔تو زیارت کے عوام پر، زیارت کے آفیشلز پر ترس کھاتے ہوئے مَیں تمام ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ اس کی حمایت کریں اوراس قرارداد کو پاس کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔جی زیرے صاحب۔تھوڑا مختصر بات کریں تا کہ کارروائی کو آگے لے جاسکیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔مَیں فاضل ممبر صاحب کے قرارداد کی بھرپوری تائیدوحمایت کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر جس طرح کہا گیا کہ 1950 ء کے دہائی میں سوئی کے مقام سے گیس برآمد ہوئی۔وہ یہ گیس جاتے جاتے پورے پنجاب صوبے کو،سندھ کو اور خیبر پختونخوا تک گیس پہنچی۔اور پھر 1984ء کے بعد یہ ہمارے صوبے کے capital کوئٹہ تک پہنچا۔اور 1984ء کے بعد آج 2019ء ہے۔ہمارے صرف پانچ اضلاع پشین،زیارت اورمستونگ،قلات اور شاید کچھ علاقہ قلعہ عبداللہ تک یہ گیس پہنچی۔لیکن جناب اسپیکر آپ یقین کریں کہ آج کوئٹہ کی حالت آپ دیکھیں۔زیارت قلات مستونگ یاپشین کی۔یہاں minus temperature ہے۔لیکن گیس پریشر بالکل نہ ہونے کی برابر ہے۔ جناب اسپیکر! زیارت کی بات کی گئی۔ زیارت کا جنگل جونیپر جسے پشتو میں" اوشتہ " کہتے ہیں۔یہ ایشیاء کا دوسرا بڑا جنگل تھا۔لیکن ہمارے حکمرانوں کے غفلت کی وجہ سے آج یہ جنگل محض تیس فیصد تک رہ گی ہے۔کیونکہ لوگوں نے جنگل کو ایندھن کے طور پر استعمال کیے۔ اس لیئے استعمال کیئے کہ آج آپ نے گیس بھی دیئے لیکن وہاں گیس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔وہاں بالکل دن کے وقت،رات کے وقت گیس کا نام ونشان نہیں ہے۔پریشر ہے ہی نہیں۔حالانکہ 17-2016ء کی وفاقی بجٹ،وفاقی PSDP میں ایک ارب روپے زیارت ڈویلپمنٹ اسکیم کے تحت منظور ہوئے۔اور پھر اس میں پچاس کروڑ روپے صرف زیارت کے جن علاقوں کے لیئے تھے جنکو گیس نہیں پہنچائی گئی تھی۔ان علاقوں کیلئے جس میں چوتیر سپین زندئی ژڑگئی گوگئی اورتنگیاں کے علاقے کے تھے۔ان علاقوں کے لیئے آپ نے ایک ارب روپے، پچاس کروڑ روپے رکھے تھے کہ یہاں گیس پہنچائی جائے۔آج وہ پیسے تو غائب ہوئے۔کہاں گئے وہ؟مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ ابھی وفاقی حکومت کا،اس صوبائی حکومت کا فرض بن رہا ہے کہ زیارت ڈویلپمنٹ کیلئے ایک ارب روپے کی جو رقم تھی اس

پر پچاس کروڑ صرف ایک کی مَد میں ہم نے رکھے تھے۔ وہ پیسہ تو کم از کم خرچ کریں۔ جناب اسپیکر! ابھی آپ یوں بھی لیں جناب اسپیکر! زرغون سے گیس آرہی ہے لیکن ہرنائی میں گیس نہیں ہے۔ یہ لازمی جزو ہے جناب جس ڈسٹرکٹ میں گیس ہوتی ہے پہلے تو آپ اس ڈسٹرکٹ کو پہنچادیں۔ زرغون غر جو ہے وہ زیارت کے ساتھ ہے۔ آپ زیارت کے مزید علاقوں کو گیس پہنچادیں۔ آپ ہرنائی کو گیس پہنچادیں۔ لیکن جناب اسپیکر! یہ کچھ بھی نہیں ہورہا ہے۔ کوئٹہ میں آج نہ بجلی ہے، نہ پانی ہے اور نہ گیس ہے۔ جس طرح ملک صاحب نے کہا کہ کل پورا دن سریاب روڈ بندرہا۔ آج پورا دن مشرقی بائی پاس، میرا حلقہ بندرہا۔ لوگ احتجاج کررہے تھے۔ مَیں اور ملک صاحب کل سارا دن گیس آفس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آج ہمارے گھر کے سامنے لوگوں کا مظاہرہ تھا۔ ہم کہاں جائیں جناب اسپیکر! یہ کیسی حکومت ہے، وفاقی حکومت؟ ہمارے لیے کچھ نہیں ہے۔ بارڈر جو ہے ڈیورنڈ لائن پر باڑ لگا کر وہ کاروبار تو تباہ کردیا۔ یہاں چمن میں کاروبار تباہ ہوگیا۔ تفتان سے کاروبار ختم۔ یہاں پنجگور، تربت، گوادر سے کاروبار ختم۔ خود تو ڈینگیں مار رہے ہیں کہ وہاں انہوں نے پتہ نہیں کونسی راہداری بنا رہا ہے۔ پنجابی سکھ اور مسلمان آپس میں مل رہے ہیں۔ اچھی بات ہے مل جائیں ایک ہی لوگ ہیں۔ لیکن یہاں پشتون عوام کے درمیان انہوں نے خاردار تار لگائے۔ یہ کس طرح ہوسکتا ہے جناب اسپیکر! ہمارے لوگ جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان کا انحصار کس چیز پر ہے؟ کاروبار تو آپ نے بند کیا ہمارا۔ زندگی تباہ ہوگئی۔ آپ نہ گیس دے رہے ہو اور نہ بجلی۔ پریشر کہاں ہے؟ جناب اسپیکر! گیس والے کہہ رہے ہیں کہ ہمیں ہدایت دی گئی ہے کہ آپ نے پریشر خود کم کرنا ہے۔ کیوں کم کرنا ہے؟ کیوں کہ ہماری کمپنی کا نقصان ہوجائیگی۔ اب گیس انہوں نے مہنگی کردی ہے جناب اسپیکر! ایک غریب بندے کا جب پچاس ہزار روپے، ایک لاکھ روپے بل آئیگا تو وہ کہاں سے ادا کرے؟ گیس پتہ نہیں کہاں تک پہنچ گی۔ بجلی مہنگی ہوگئی۔ گیس مہنگا ہوگیا۔ پٹرول مہنگا ہوگیا۔ ہر چیز جو ہے مہنگی ہوگئی۔ جناب اسپیکر! بڑی بُری حالت ہے۔ میری تجویز یہ ہوگی کہ اس قرارداد کو اگر اس میں۔ اسکا پہلا پیراگراف تو ٹھیک ہے۔ آخری پیراگراف پر ضلع زیارت کے ساتھ ضلع کوئٹہ، ضلع مستونگ اور ساتھ ہی قلات، پشین یہ اضلاع جو ہیں اِس میں add کیئے جائیں۔ اور دوسری میری یہ تجویز ہوگی جناب اسپیکر! کہ کل ہی آپ GM گیس کو یا MD صاحب کو کراچی سے یہاں بلائیں یا سیکرٹری پیٹرولیم اینڈ گیس ہے انکو بلائیں۔ یہ بڑا issue جارہا ہے۔ کل آپ کے اسمبلی کے سامنے لوگوں کا مظاہرہ ہوگا۔ اس لیئے کہ ہم گیس زندگی بچانے کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ سندھ اور پنجاب میں لوگ گیس ضرورت کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ ہم زندگی بچانے کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ آج ہمارے گھر اور بنگلے جو بنے ہوئے ہیں۔ اس میں وہ پرانی سسٹم لوگوں نے ختم کردیئے۔ نہ کوئلہ کوئی جلا رہا ہے۔ نہ کوئی لکڑی جلا رہی ہے صرف ہماری زندگی بچانے کا انحصار گیس پر ہے۔ مَیں

گزارش کرونگا کہ آپ MD گیس کو کراچی سے یہاں بلائیں۔GM کو بلائیں۔ہمیں گیس پریشر ہر حالت میں چاہیے۔شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔جی عبدالخالق ہزارہ۔

جناب عبدالخالق ہزارہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ ثقافت، سیاحت وآ ثار قدیمہ اوراسپورٹس اورامورنوجوانان):

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب اسپیکر! اس پر میرے خیال میں آپکے سیکرٹریٹ میں تحریک التوا تو بھیجی گئی ہے قادر نائل کی طرف سے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اٹھارہ تاریخ کو۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ ثقافت، سیاحت وآ ثار قدیمہ اوراسپورٹس اورامورنوجوانان: جی اٹھارہ تاریخ کو اسے رکھا گیا ہے۔تو kindly اسکو باقاعدہ بحث کیلئے اسکے بعد رکھا جائے۔ابھی اس پر زیادہ ہم ٹائم ضائع کر رہے ہیں۔ہم دوسرے ایجنڈے کی طرف جائیں تو بہتر ہوگا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: صحیح ہے۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ ثقافت، سیاحت وآ ثار قدیمہ اوراسپورٹس اورامورنوجوانان: تحریک التوا کے بعد اس پر سیر حاصل بحث ہوگی۔اس کے بعد آپ MD گیس کو بھی بلالیں۔اس کے بعد سب کچھ کریں۔یہ مسئلہ اس سال کا نہیں ہے۔یہ مسئلہ پچھلے سال کا نہیں ہے۔یہ سابقہ چالیس سالوں سے جب سے گیس آئی ہوئی ہے تو یہ مسئلہ بلوچستان اور کوئٹہ کو درپیش ہے۔اس لیئے باقاعدہ اسکو بحث تحریک التوا کے بعد رکھ دیں۔thank you جی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ عبدالخالق ہزارہ صاحب۔میرے خیال سے اس پر تفصیلی بات ہوگئی۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر! شاید انکے گھروں میں گیس ہے۔لیکن ہمارے گھروں میں گیس نہیں ہے۔اگر شہر کے اندر کچھ علاقوں میں گیس ہے اور وہاں انکا مسئلہ صاف ہے۔یہ بات کہنا کہ گزشتہ باروں سالوں سے، پندرہ سالوں سے یہ مسئلہ ہوگا۔کس لیئے ہے۔ابھی اس کو حل ہونا چاہیے۔پچھلے سال اگر تھا آج اس سال اس مسئلے میں کمی آنا چاہیے تھی۔کل اگر پورے سریاب میں گیس نہیں تھا۔انہوں نے تھوڑا اس کو پریشر دیا تو رات کو سب کے گھروں میں چولہے جل رہے تھے۔یہ جان بوجھ کر اگر اس کو بند کرتے ہیں تو ہمیں گیس نہیں ملتی۔پھر ہمارے علاقے نئی آبادیاں ہیں جناب اسپیکر! ہماری آبادی پھیلتی جارہی ہے۔یہ تو کوئٹہ شہر کے اندر ایک چھوٹے سے area میں ہے۔وہ ہمارے بھائی ہے۔ادھر گیس بھی ہے۔ادھر بجلی بھی ہے۔وہاں کے پانی کا مسئلہ بھی حل ہے۔وہاں جو ہے اسکول بھی ہے ہسپتال بھی ہے۔ہمیں سب کچھ نئے چاہیے۔یہ ہماری ضرورت ہے۔اسکو تھوڑا آپ serius

لے لیں۔اسکوٹائم نہ دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ملک صاحب۔مَیں اس پر رولنگ دونگا۔serius issue ہے۔

ملک نصیراحمد شاہوانی: یہ تین دن سے آپکے روڈیں بند ہیں۔یہ کوئی میرے خیال میں مہذب معاشرے میں یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے۔آپ اس کو اہمیت نہیں دیتے کیوں؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: دیتے ہیں اہمیت۔تشریف رکھیں۔اس پرمَیں رولنگ دونگا۔

جناب نصیراحمد شاہوانی: جناب اسپیکر! صبح سے شام تک بچے اورعورتیں بارش کے دوران اگر روڈ پر بیٹھتی ہیں تومَیں کہتا ہوں کہ پکنک کیلئے نہیں۔اس کیلئے جناب اسپیکر صاحب! آپ فوراً یہاں ،مَیں تو کہتا ہوں کہ کراچی میں انکاMD بیٹھتے ہیں اسکوفوراًبلایا جائے۔یہاں انکاGM ہےاُنکو بلایا جائے۔صوبائی گورنمنٹ بجائے اس مسئلے کوحل کرنے کے وہ اسکوطول دینے کی کوشش کررہی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ ملک صاحب! یہ سب کا مسئلہ ہے۔order in the House زیرے صاحب بیٹھ کر بات نہ کریں۔جی اسد بلوچ صاحب اپنی بات کریں۔

میر اسداللہ بلوچ (وزیر سماجی بہبود): شکریہ اسپیکر صاحب۔بلوچستان کے جو بنیادی مسئلے ہیں وہ انسانوں کے یہاں کے رہنے والے لوگوں کے مسئلے ہیں۔ہر وقت ہم کبھی ایک ہی ڈسٹرکٹ یا ایک ہی علاقے کی بات کرتے ہیں۔اسی مسئلوں پر پورا بلوچستان متاثر ہے۔یہاں تو گیس پریشر کی بات ہورہی ہے۔اُن ڈسٹرکٹوں کا پوچھا جائے جہاں گیس ہے ہی نہیں۔اُن کا کیا حال ہے؟ ملک کے آئین اور قانون ریاست کی ذمہ داری ہے۔ہرجگہ پلاننگ ہوتی ہے اور منصوبہ بندی ہوتی ہے۔جہاں دس گھر بنتے ہیں اُن کے لئے کتنی بجلی کی ضرورت ہے۔کتنی گیس کی ضرورت ہے۔اور اگر پلاننگ نہیں ہے اس کے ذمہ دار ہم بھی ہیں کہ ہم اسمبلی میں آتے ہیں،ہمیں بھی پلاننگ کرنی ہے۔ایک بہتر مضبوط پوزیشن سے مرکز سے بات بھی کرنی ہے۔ اس وقت جہاں کہیں گیس ہے۔دس فیصد پورے بلوچستان میں اگرگیس ہےنوے فیصد تو بالکل بلوچستان میں گیس ہی نہیں ہے۔جہاں دس فیصد بھی ہےاُن کی پریشر ہی کم ہے۔تومَیں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کو ہم اس طریقے سے لیکر جائیں کہ جہاں کہیں بلوچستان میں گیس نہیں ہے مرکزی گورنمنٹ اس سی پیک کے پیسوں سے پنجاب پرخرچ نہیں کرے۔یہ 56 بلین ڈالرز پنجاب کے لئےنہیں ہیں یہ بلوچستان کےعوام کے لئے ہیں۔اِن پیسوں سے کم از کم بلوچستان کے ہر گھر میں گیس ہونی چاہیے۔اس حوالے سے ہم ایک ہوکر کچھ

ایسے مسئلے ہیں۔بجلی کا مسئلہ ہے اس میں ہمیں ایک ہونا پڑیگا۔گیس کا مسئلے ہے اس پرہمیں ایک ہونا پڑیگا۔مختصراً ہم قرارداد لائے ہیں۔مَیں support کرتا ہوں زیارت کا مسئلہ ہے۔لیکن یہ پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے۔اگر میں پنجگور کی بات کروں تو اکیلا مجھے اچھا نہیں لگتا ہے لیکن پنجگور کے لوگوں نے مجھے منتخب کیا ہے مَیں بات کرنا چاہتا ہوں۔لیکن بلوچستان میں میرا گھر ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ اسد بلوچ صاحب ۔آیا قرارداد نمبر 124 منظور کی جائے ۔قرارداد نمبر 124 منظور ہوئی۔

(اذان کی آواز۔خاموشی)

اب نماز مغرب کا وقفہ ہے 15 منٹ کیلئے۔

(دوبارہ اجلاس زیر صدرات سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر شروع ہوا)

جناب ڈپٹی اسپیکر: سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔بلوچستان لینڈ ریونیو کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2019 مسودہ قانون نمبر 19 مصدرہ 2019 کا پیش کیا جانا۔وزیر محکمہ مال! بلوچستان لیڈر ریونیو کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 19 مصدرہ 2019ء) پیش کریں۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر مال): بلوچستان لینڈ ریونیو کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 19 مصدرہ 2019ء) کا پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بلوچستان لینڈ ریونیو کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 19 مصدرہ 2019ء) پیش ہوا۔لہٰذا مسودہ قانون کو قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 84 کے تحت متعلق مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مجالس قائمہ کی رپورٹس کا ایوان میں پیش کیا جانا۔چیئرپرسن مجلس قائمہ برائے محکمہ صحت و بہبود آبادی! بلوچستان ہیلتھ کیئر کمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2019ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی (پارلیمانی سیکرٹری صحت): مَیں ڈاکٹر ربابہ، چیئرپرسن مجلس قائمہ برائے محکمہ صحت و بہبود آبادی تحریک پیش کرتی ہوں کہ بلوچستان ہیلتھ کیئر کمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2019ء

(مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2019ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت آج مورخہ 12 نومبر 2019ء تک توسیع کی منظوری دی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔آیا بلوچستان ہیلتھ کیئر کمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2019ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 12 نومبر 2019ء تک توسیع کی منظوری دی جائے؟ ہاں یا ناں میں جواب دیں۔تحریک منظور ہوئی۔بلوچستان ہیلتھ کیئر کمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2019ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 12 نومبر 2019ء تک توسیع کی منظوری دی جاتی ہے۔

چیئر پرسن مجلس قائمہ برائے مجلس صحت و بہبود آبادی! بلوچستان ہیلتھ کیئر کمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2019ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری صحت: میں ڈاکٹر ربابہ چیئر پرسن مجلس قائمہ برائے محکمہ صحت و بہبود آبادی، بلوچستان ہیلتھ کیئر کمیشن کا مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2019ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔چیئر پرسن مجلس قائمہ برائے ایس اینڈ ڈی اے جی بین الصوبائی رابطہ قانون و پارلیمانی امور پراسیکوشن وانسانی حقوق، ضابطہ دیوانی (بلوچستان کا ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2019ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

میر اسداللہ بلوچ (وزیر بہبود آبادی): میں بحیثیت مجلس قائمہ برائے ایس اینڈ جی اے ڈی، بین الصوبائی رابطہ قانون و پارلیمانی امور و پراسیکوشن وانسانی حقوق کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ ضابطہ دیوانی (بلوچستان کا ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2019ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے کے مدت میں آج بمورخہ 12 نومبر 2019 تک توسیع کی منظوری دی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔آیا ضابطہ دیوانی (بلوچستان کا ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ

2019ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2019ء) کے بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 12 نومبر 2019ء تک توسیع کی منظوری دی جائے؟ ہاں یا ناں میں جواب دیں۔تحریک منظور ہوئی ۔ضابطہ دیوانی (بلوچستان کا ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2019ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 12 نومبر 2019ء تک توسیع کی منظوری دی جاتی ہے۔

چیئرپرسن مجلس قائمہ برائے ایس اینڈ جی اے ڈی، بین الصوبائی رابطہ قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن وانسانی حقوق! ضابطہ دیوانی (بلوچستان کا ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2019ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کریں۔

وزیر بہبود آبادی: میں بحیثیت مجلس قائمہ برائے ایس اینڈ جی اے ڈی، بین الصوبائی رابطہ قانون و پارلیمانی امور، پراسیکیوشن وانسانی حقوق کی جانب سے ضابطہ دیوانی (بلوچستان کا ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2019ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔چیئرمین مجلس قائمہ برائے محکمہ آبپاشی وتوانائی ماحولیات، جنگلات وجنگلی حیات قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قاعدہ نمبر 135 (الف)2 کے تحت متعلقہ محکمے کے فرائض کارکردگی درپیش مسائل اوران کے حل سے متعلق مجلس کی رپورٹ پیش کریں۔

میر محمد اکبر مینگل: میں محمد اکبر مینگل، چیئرمین مجلس قائمہ برائے محکمہ آبپاشی وتوانائی ماحولیات، جنگلات وجنگلی حیات قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قاعدہ نمبر 135 (الف)2 کے تحت متعلقہ محکمے کے فرائض کارکردگی درپیش مسائل اوران کے حل سے متعلق مجلس کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: رپورٹ پیش ہوئی ۔چیئرمین مجلس قائمہ برائے محکمہ اطلاعات وکھیل و ثقافت، سیاحت، آثار قدیمہ، میوزیم، عجائب گھر اور لائبریریز کے قواعد وانضباد کار بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قاعدہ نمبر 135 (الف)2 کے تحت متعلقہ محکموں کے فرائض وکارکردگی، درپیش مسائل اور اُن کے حل سے متعلق مجلس کی رپورٹ پیش کریں۔

محترمہ فریدہ بی بی: میں بحیثیت چیئرپرسن مجلس قائمہ محکمہ اطلاعات وکھیل وثقافت، سیاحت، آثار قدیمہ

،میوزیم، عجائب گھر اور لائبریریز کے قواعد وانضباد کار بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قاعدہ نمبر 135 (الف) 2 کے تحت متعلقہ محکموں کے فرائض و کارکردگی ،درپیش مسائل اوران کے حل سے متعلق مَیں مجلس کی رپورٹ پیش کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ، رپورٹ پیش ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: **قومی مالیاتی کمیشن کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا۔** وزیرخزانہ، آئین کے آرٹیکل 160 کے شق 3 (ب) کے تحت قومی مالیاتی کمیشن ایوارڈ کی عملدرآمد سے متعلق دوسری ششماہی مانیٹرنگ رپورٹ جنوری تا جون 2018ء ایوان میں پیش کریں۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیرخزانہ): مَیں وزیرخزانہ، آئین کے آرٹیکل 160 کے شق 3 (ب) کے تحت قومی مالیاتی کمیشن ایوارڈ کی عملدرآمد سے متعلق دوسری ششماہی مانیٹرنگ رپورٹ جنوری تا جون 2018ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قومی مالیاتی کمیشن ایوارڈ کے عملدارآمد سے متعلق دوسری ششماہی مانیٹرنگ رپورٹ جنوری تا جون 2018ء ایوان میں پیش ہوئی۔

جناب نصراللہ خان زیرے، رکن اسمبلی، قاعدہ نمبر 101 (الف) کے تحت عوامی نوعیت کے حامل مسئلہ پیش کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ عنوان: محکمہ تعلیم میں 266 افراد کی بھرتیوں سے متعلق تفصیلات۔ کیا مشیر وزیراعلیٰ برائے محکمہ تعلیم ارزاء کرم مطلع فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت بلوچستان نے محکمہ تعلیم میں مختلف آسامیوں پر دوسو چھیاسٹھ افراد کی تعیناتیوں میں بے ضابطگیوں کے بارے میں چیئرمین وزیراعلیٰ معائنہ ٹیم کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کی تھی؟

جزو (ب) اور کیا یہ بھی درست ہے کہ چیئرمین وزیراعلیٰ معائنہ ٹیم نے مذکورہ تعیناتیوں سے متعلق اپنی رپورٹ بھی مرتب کی ہے۔

اگر جُزو (الف) اور جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا CMIT کی رپورٹ پر عملدرآمد ہوا ہے

یا نہیں؟ تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! آپکو پتہ ہے کہ کوئٹہ کے ضلع میں محکمہ تعلیم میں کوئی دوسو چھیاسٹھ افراد بھرتی ہوئے تھے۔اور پھراس پر اپوزیشن کے تمام ممبران نے آواز اُٹھائی۔اس لیئے کہ اس میں حد درجہ کرپشن اور بدعنوانی ہوئی تھی۔ اور دوسو چھیاسٹھ میں سے دوسو بائیس افراد ایسے لگائے گئے جنہوں نے کاغذات بھی جمع نہیں کیئے تھے۔جنہوں نے نہ ٹیسٹ دیئے، نہ انٹرویوز دیئے۔اوراُنکے آرڈرز ہوگئے۔ پھر ہم اپوزیشن نے اس پر بڑی شدومد کے ساتھ اس مسئلے کو اٹھایا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! مجھے یاد ہے آپ نے اپنی عوامی نوعیت کا مسئلہ پیش کیا۔ابھی متعلقہ مشیر تو نہیں ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! ابھی CMIT کی رپورٹ چیئرمین صاحب نے جمع کی ہے۔اور ہماری معلومات کے مطابق اُس میں کوئی بارہ اعتراضات تک کی CMIT نے اسکی نشاندہی کی ہے۔کہ بارہ ایسے نکات ہیں جس پر عملدرآمد نہیں ہوا۔اس میں بے ضابطگیاں ہوئی ہیں۔اس میں ٹیسٹ نہیں ہوئے ہیں۔ اس میں انٹرویوز نہیں ہوئے ہیں۔ اُن بندوں کو لگایا گیا ہے۔تو اب وہ CMIT رپورٹ پر وزیراعلیٰ صاحب نے کہا۔مشیر تعلیم صاحب نے کہا کہ اگر وزیراعلیٰ معائنہ ٹیم نے اس حوالے سے رپورٹ پیش کی تو اس پر مکمل عملدرآمد ہوگا۔آج رپورٹ پیش ہوئی ہے۔ پتہ نہیں کتنے دن گزر گئے۔کیا اس میں ملوث افراد کو سزائیں دی گئیں؟ انکو معطل کیا گیا؟ کیا سزائیں ہوئی ہیں؟ ان تمام تفصیلات میں اگر شفافیت ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: اگر حکومت نے یہ کہا ہے کہ ہم good governance لائیں گے کرپشن کے خلاف۔تو یہ اس حکومت کا سب سے بڑا دلیل ہے کہ اس میں کرپشن ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں۔مشیر صاحب کو جواب دینے کا موقع دیں۔

حاجی محمد خان لہڑی (مشیر تعلیم): جناب اسپیکر صاحب! یہ پہلے بھی یہاں کھڑے ہو کر انہوں نے یہ باتیں کیں۔میں نے اس کو اُس دن بھی بتایا کہ آپ یہاں سوال لے آئیں میں اسکا تفصیلی جواب دے دونگا۔اور اُس

نے کہاCMIT کی رپورٹ۔ CMIT کی ابھی تک رپورٹ نہیں آئی۔ جیسے ہی آجائیگی تو ہم آپکو دکھائیں گے ،آپکے سامنے پیش کریں گے۔ یہ رپورٹ نہیں آئی ہے آپ غلط بات کررہے ہیں۔ رپورٹ جب آئیگی تو میں آپکو دکھاؤنگا۔ ابھی تک رپورٹ نہیں آئی ہے۔ آپ ابھی تک وہ سوشل میڈیا والی باتیں یہاں دھراتے ہو۔ جب رپورٹ آئیگی تو میں آپکو دکھاؤں گا رپورٹ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: محمد خان لہڑی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ دیکھیں آپ بول رہے ہیں کہ CMIT کی رپورٹ آئی ہوئی ہے۔ اگر آپکے پاس ہے تو آپ ایوان کو پیش کریں۔ جی اختر حسین صاحب۔

میر اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! یہ کوئٹہ کے حوالے سے جو پوائنٹ یہاںraise ہوا تھا۔ کوئٹہ کے بعد وہ معاملہ ابھی تک ہمارا اسی طرح کھٹائی میں پڑا ہوا ہے۔ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں بھرتیاں بھی ہورہی ہیں۔ اب سوشل میڈیا پر اگر آپ دیکھ لیں بہت ساری چیزیں اب دوسرے ڈسٹرکٹس کے حوالے سے بھی آرہی ہیں۔ تو جناب اسپیکر! کہیں پر تو آگ ہے جو دھواں اُٹھ رہا ہے۔ تو جناب والا! ابھی recently ظہور صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، احسان شاہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں مکران ڈویژن کے۔ لالا رشید بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور آسکانی صاحب اٹھ کر چلے گئے۔ انکے ڈسٹرکٹ کے حوالے سے جناب والا! جو سوشل میڈیا پر چیزیں آرہی ہیں۔ اُس حوالے سے وہاں جو بھرتیاں ہوئی ہیں، اُس میں بڑے پیمانے پر بے قاعدگیاں ہوئی ہیں۔ اگر کوئٹہ کے حوالے سے CMIT کی رپورٹ بروقت آجاتی۔ اس پر بروقت ذمہ داروں کے خلاف کارروائی ہوتی تو آج ڈسٹرکٹ کیچ کے حوالے سے یہ چیزیں سامنے نہیں آتیں۔ جناب والا! اب اس میں سوشل میڈیا پر ایک نام چل رہا ہے نیاز کریم صاحب ہے کوئی۔ جونیئر کلرک کی پوسٹ پر بھرتی ہوا ہے۔ جس دن جناب والا! جونیئر کلرک کے ٹیسٹ اور انٹرویوز ہورہے تھے تو یہ موصوف جو ہے دبئی میں بیٹھا ہوا تھا۔ یہ دبئی میں بیٹھ کر اپنا کوئی کام کررہا تھا یا بزنس کررہا تھا یا کوئی ملازمت کررہا تھا۔ اور جس دن ٹیسٹ وانٹرویو ہورہے تھے تو اُس دن بھی اس بندے کا ریکارڈ آپ چیک کرلیں۔ اس دن بھی یہ دبئی میں بیٹھا ہوا تھا۔ جناب والا! یہ چیزیں چھپتی نہیں ہیں۔ اُس کے پاسپورٹ پر stamps آپ دیکھ لیں باقی چیزیں دیکھ لیں۔ یہ تمام چیزوں کے باوجود وہ ڈسٹرکٹ کیچ کی پوسٹوں پر وہ بھرتی ہوتے ہیں۔ اچھا ہوا جام صاحب بھی آگئے۔ ہم انکے سامنے جو حکومت کی کارکردگی ہے یا جوtransparency ہے۔ جس پر آج بحث ہورہی ہے۔ اُس transparency کا چہرہ اچھا ہے جام صاحب بھی دیکھ لیں۔ تو کہنے کا مطلب یہ تھا کہ بروقت اگر ہمارے اُس کوئٹہ کی پوسٹوں کے حوالے سے رپورٹ آجاتی۔ جام صاحب! آپکی بھی توجہ چاہیں گے۔ تو یہ ڈسٹرکٹ مکران میں جو بھرتیاں ہوئی ہیں۔ اسکے حوالے سے جو بے قائدگیاں ہوئی ہیں بھرتیوں میں۔۔۔(مداخلت۔) میں محمد خان

صاحب complete کرلوں اپنی بات۔مَیں آپ پر الزام نہیں لگا رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: order in the House لانگو صاحب!

میر اختر حسین لانگو: محمد خان صاحب میں آپکا نام نہیں لے رہا ہوں۔جنہوں نے کیا ہے مَیں انکا نام لے رہا ہوں۔مَیں نے ادھر خدانخواستہ یہ نہیں کہا کہ آپ نے کیا ہے۔مَیں ثبوت آپکو دے رہا ہوں جناب والا!مَیں نام لے رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: لہڑی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔لانگو صاحب! میری بات سنیں۔

میر اختر حسین لانگو: تو جناب اسپیکر! اب بات ڈسٹرکٹ کیچ کے حوالے ہو رہی ہے۔اب کل ڈسٹرکٹ خضدار کے appointments ہونے جا رہی ہیں۔پھر چاغی ڈویژن کی ہونگے۔پھر پرسوں جام صاحب کے اپنے حلقے کے ہونگے۔تو جناب والا! اس کوئٹہ والے issue کو جلدی نمٹایا جائے تاکہ باقی جو کرپشن ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: لانگو صاحب! وہ CMIT نے ابھی تک رپورٹ نہیں دی۔

میر اختر حسین لانگو: جناب مَیں آپکو نام بتا رہا ہوں۔نیاز کریم صاحب کو آپ نے جونیئر کلرک بھرتی کیا ہے۔جس دن اسکا ٹیسٹ وانٹرویو ہوا جونیئر کلرک کا۔وہ دبئی میں بیٹھا ہوا مزدوری کر رہا تھا۔یہ پڑا ہوا ہے اسکا پاسپورٹ منگوالیں اس پر آپکو stamp مل جائیں گے۔FIA سے اسکا ریکارڈ منگوالیں کہ کس date کو دبئی گیا تھا اور کس date کو واپس آیا ہے۔اس میں کونسی بڑی بات ہے۔ جام صاحب سے بھی ہماری یہ request ہے۔

مشیر تعلیم: اس پر میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

میر اختر حسین لانگو: نہیں، نہیں، اِس میں کسی کا استحقاق مجروح نہیں ہے۔میرے محترم وزیر اعلیٰ صاحب سے request ہے کہ ڈسٹرکٹ کیچ والے معاملے کو بھی CMIT کے حوالے کر دیں۔اور ایک time limit دے دیں تاکہ ان سب چیزوں کی انکوائری ہو جائے اور چیزیں سامنے آجائیں۔ڈسٹرکٹ کیچ کے چار ایم پی ایز ہیں۔چاروں کا تعلق BAP party سے ہے۔اور چاروں کا تعلق ٹریژری بینچز سے ہے۔جام صاحب اپنے چیمبر میں انکو اکیلے میں بلالیں۔ان سے پوچھ لیں کہ انکے حلقے میں ہوئی ہیں بے قاعدگیاں یا نہیں۔اگر وہ مانتے ہیں کہ نہیں ہوئی ہیں تو پھر نہیں ہوئی ہیں۔شکریہ۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے فلور پر کہا تھا کہ سی ایم آئی ٹی کے چیئرمین صاحب اِس کو ہم یہ کام سونپتے ہیں ابھی ڈیڑھ دو مہینے گزر گئے ہیں۔مَیں نے یہ پوچھا ہے کہ CMIT کے چیئرمین نے وہ رپورٹ وزیر اعلیٰ کو submit کیا ہوا ہے وزیر اعلیٰ صاحب کے ٹیبل پر پڑا ہے۔کیا وزیر اعلیٰ صاحب، وزیر

متعلقہ اُس میں ذمہداران کے خلاف جو اس کرپشن بدعنوانی میں شامل ہیں اُنکے خلاف کارروائی کرے گی CMIT report پر عملدرآمد کرے گی؟ میرا یہ سوال ہے وزیراعلیٰ صاحب بیٹھے ہیں وہ جو ہے ناں جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ملک صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر! ایجوکیشن میں جو بھرتیاں ہوئیں اُس میں بے ضابطگیاں اور اُس کے بعد پھر جو یہاں اُس پر بہت بڑی بحث ہوئی۔ اُس کے بعد وزیراعلیٰ صاحب نے یہی گزارش کی کہ جناب وزیراعلیٰ صاحب اگر ہماری اسمبلی کی اس پر ایک متفقہ کمیٹی بن سکتی ہے اپوزیشن اور ہماری۔ تو وزیراعلیٰ صاحب نے اُس کے بعد کہا کہ اس کو ہم CMIT کے حوالے کرینگے۔ آج میرے خیال میں ڈیڑھ مہینہ گزر چکا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ جس طرح میرے دوست نے کہا کہ CMIT کی report ہمارے CM صاحب کی table پر پڑی ہے۔ اگر پڑی ہے تو آج اس اسمبلی میں اُس کو پیش کرنی چاہیے تھی۔ ہماری معلومات کے مطابق اُس میں بہت ساری ایسی بے ضابطگیاں ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ملک صاحب اس پر اگر CM صاحب بات کرنا چاہیں۔ مشیر صاحب نے اس پر اپنا جواب دے دیا۔ میرے خیال سے عوامی نوعیت کے مسئلے پر اِتنی اِس پر بحث نہیں کی جاتی۔ CM صاحب! آپ اگر اس پر بات کرنا چاہتے ہیں تو تھوڑا سی وضاحت دیں۔

میر اختر حسین لانگو: کیسے عوامی نوعیت کے اُوپر بحث نہیں کی جاسکتی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں rule کو اگر دیکھا جائے۔

جام کمال خان عالیانی (قائد ایوان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جی، بہت بہت شکریہ Honourable Speaker Sahib. یقینی طور پر جب پچھلی اسمبلی میں ہم سب یہاں موجود تھے۔ کوئٹہ کے ایجوکیشن کے حوالے سے معاملات سامنے social media میں بہت سارے دوستوں کے اعتراضات تھے۔ اور اُس حوالے سے CMIT بھی بنائی گئی۔ CMIT نے اپنی رپورٹ بھی بنائی ہے۔ CMIT کی رپورٹ میرے پاس بھی آئی ہے۔ اور اُس کے further جو instructions ہیں وہ بھی ہم ترتیب دے رہے ہیں۔ چونکہ یہ سارا process صرف یہ ایک کوئٹہ کا نہیں تھا، یہ پورا process یہ پورے بلوچستان میں چل رہا ہے۔ اور یقینی طور پر جہاں جہاں سے یہ issues آئیں گے۔ جہاں جہاں سے یہ problems آئیں گے، اُن سب کو اسی میرٹ پر ہم انشاء اللہ دیکھ رہے ہیں۔ یہاں پر آج جیسے تربت کی بات آئی ہے کہ تربت میں یقینی طور پر ساری چیزیں سوشل میڈیا میں ایک first-go میں آتی ہیں۔ شکایات عوام کی ہوتی ہے۔ اور لوگ یہ محسوس کرتے ہیں کہ اُن کے ساتھ کسی

نہ کسی حوالے سے ناجائز ہوا ہے۔ اور مَیں یہ ہرگز نہیں کہوں گا کہ اُس بہت سارے جگہوں میں لوگوں کے ساتھ ناجائزیاں نہیں ہوتیں۔ یقینی طور پر بہت مختلف انداز میں ہوتی ہیں۔لیکن گورنمنٹ کا کام یہ ہے کہ ہم اُس کو transparency کی طرف لے جائیں۔اوراُن چیزوں کو آہستہ آہستہ دُور کریں جو maximum level پر شاید ماضی میں بہت بڑے پیمانے پر، بہت ایک open انداز میں ہوتے تھے۔ اگر ہم نے ایک اچھے، transparent، اگر ایک اچھے governance structure کی طرف قدم بڑھایا ہے، بشمول اِس اسمبلی کے۔تو ہم نے اُس کے اندر بتدریج اضافہ کرنا ہے، بہتری کرنی ہے، خرابی پیدا نہیں کرنی ہے۔ ہمارے محترم Advisor صاحب بھی یہاں موجود ہیں۔ cabinet کے Members بھی ہیں۔لوگوں کی اکثر و بیشتر بہت ساری چیزیں departments کے حوالے سے آتی ہیں۔ اور یہی جمہوریت کی ایک خوبصورتی اِسی میں ہے کہ آپ اپنے اِن اداروں کے اندر جو بھی کمزوریاں ہوتی ہیں اُن کو ہمیں بتایا بھی جائے اور اُن کے اُوپر آگے کوئی کام بھی کر سکیں۔ اس بات کی آپ انشاء اللہ تسلی کریں۔ پہلے بھی مَیں نے آپ کو کہا تھا ابھی بھی کہونگا۔ہم یہ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ اُن اداروں میں آفسر کون ہے۔ کس نے لگایا ہوا ہے۔ ہمارے سفارشی ہیں کسی اور کی سفارشی ہیں۔ کس نوعیت کا ہے تعلق اُن کا کس پارٹی سے ہیں۔ ہم ہر لیول پر یہ انکوائریاں ہر department میں کرا رہے ہیں۔ education میں ہم نے کرائی ہیں۔ health میں آتی ہیں وہاں ہم کراتے ہیں۔ financial میں آتی ہیں۔ departments میں آتی ہیں۔ construction کے کام میں کوتاہیاں آتی ہیں۔ departments کی functionality میں آتی ہیں۔ اسکولز میں ماسٹرز کی آتی ہیں۔ڈاکٹرز کی آئی ہیں۔ہم نے یہاں تک کہ یہ بلوچستان کی history میں میرے خیال میں پہلی دفعہ ہوگا کہ sitting secretary بھی suspend اِسی گورنمنٹ نے کیا ہے۔ اور ماضی میں ابھی تک کسی گورنمنٹ نے کوئی sitting secretary کو suspend بھی نہیں کیا تھا۔ یہ شاید اور بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے honourable minister صاحب اِن کا department ہے لیکن جہاں ہم دیکھتے ہیں کہ بہت ساری جگہوں پر بے قاعدگی ہوتی ہیں۔ بہت ساری جگہوں پر کرپشن بھی ہوتی ہے۔ بہت ساری جگہوں پر اپنے ذمہ داریوں کو صحیح طریقے سے نہیں کرنا بھی ہوتا ہے۔ یہ سارے چیزوں کا مجموعہ نکلتا ہے۔اور الحمدُ اللہ جیسے میں نے آپ کو کہا کہ ہم spare نہیں کرتے۔ جہاں جہاں یقینی طور پر، ہمیں بہت سارے CMIT ہے۔ ہماری اینٹی کرپشن ادارہ ہے۔ اِن کو یقینی طور پر اپنے legal طریقے اور اِن کو سارے چیزوں کے لیے اپنا مواد بھی اکٹھا کرنا ہوگا۔ کیونکہ ہم جس کی suspension کرینگے۔ہم جس کے اُوپر کارروائی کرینگے وہ پورا پھر حق رکھتا ہے کہ وہ کورٹ تک جاتا ہے۔ اور یقینی طور پر کورٹ میں جب وہ جائے گا اور

ہمارے پاس شواہد اِس حوالے سے نہیں ہیں۔اس حوالے سے انکوائری ہماری مکمل نہیں ہے۔ اُس کے اندر material اُس حوالے کا نہیں ہے تو کل کو کورٹ سے بڑے آرام سے اپنا کیس اِس بنا پر جیت سکتا ہے کہ حکومت کی کمزوری اس حوالے سے رہی کہ ہم صحیح شواہد نہیں دے سکے۔تو یقینی طور پر آپ اس بات کا اطمینان رکھیں۔کیونکہ یہ problem اس چیز کو ہم نے overcome کرنا ہیں۔اور خاص کر جن چیزوں کی طرف آج اختر صاحب آپ نے اشارہ کیا ہے۔اِن چیزوں کی گنجائش کسی صورت تو بن ہی نہیں سکتی ہے کہ اب ایسا کوئی طریقہ کار ہو جس میں کوئی انٹرویو میں بھی شامل نہ ہو، کوئی test بھی نہ دے اور کوئی اسی طرح آ کر بھرتی ہو جائے۔یہ ایک phase ہے۔ہم بلوچستان کے اُس phase میں ہیں جہاں لوگ شاید بہت ساری چیزوں پر اس طرح کی پریکٹس میں واقف بھی نہیں ہیں۔اور used-to بھی نہیں ہیں۔لیکن یہ چیزیں اسمبلی کی طرف سے آرہی ہیں، departments اپنی طرف سے initiate لے رہے ہیں۔ ہمارے پاس تقریباً دو، تین mechanisms ہیں۔ دو، تین cells ہیں۔ہم اُن پر action لے رہے ہیں۔اور اِس House کو مَیں کم سے کم اِس حوالے سے پوری تسلی دیتا ہوں، CMIT کی report جس طریقے پر اُنہوں نے ہم سے proposal مانگیں گے، ہم اُسی proposal کی اجازت اُنکو دیں گے۔میرے پاس جو report آئی تھی، اُس کے اندر اس بات کی نشاندہی definitely کی گئی ہے کہ جہاں جہاں کمزوریاں کسی کسی mechanism میں ہے، اُس کی ایک ترتیب بنائی جائے۔اور اُسی ترتیب کے لیے CMIT کو مَیں نے آگے کہا ہے''کہ آپکے department اور دوسرے departments structure بنائیں کہ آپ نے کس ترتیب سے اس کی آگے انکوائری کرنی ہے کن کن جگہوں پر کرنی ہے۔کن کن لوگوں سے کرانی ہے'' کیونکہ اس میں ایک testing service بھی ہے۔اس کے اندر education department بھی ہے۔اس پر ڈپٹی کمشنرز بھی ہیں۔ڈپٹی کمشنرز کے under اُنکے offices کی کمیٹی بھی ہے۔تو یہ پورا ایک process ہے۔اور ہم نے اِن سارے processes کو صحیح کرنا ہے۔یہاں تک کہ ہم نے اپنے secretaries کی یہ duty بھی لگائی کہ ہمیں بہت ساری شکایات یہ بھی مل رہی تھیں کہ شاید لوگ امتحانات کے دوران، پرچوں کے دوران بہت سارے ایسے papers ہیں، جن کی تصدیق نہیں کی جا رہی۔تو باقاعدہ secretaries صاحبان districts میں گئے ہیں۔ examination halls میں گئے۔باقاعدہ ہر center کا اُنہوں نے معائنہ بھی کیا اور اُن papers پر sign بھی کیے۔as a witness-sign کیا ہے۔تو انشاءاللہ یہ ایک، کیونکہ یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری اِس حوالے سے بھی ہے کہ پہلی دفعہ بلوچستان میں اتنے بڑے پیمانے پر یہ جو interviews ابھی اور پوسٹوں کو ہم fill کر رہے ہیں۔ 13 سے 15 ہزار پوسٹیں جہاں

fill ہونے جارہی ہیں۔یقینی طور پر اُن میں بہت سارے ایسی شکایات بھی ہوں گی کہ ہم عمومی طور پر بہت دفعہ سوشل میڈیا میں یا اپنے لحاظ سے کرتے ہیں ''کہ جی! میرا گھر نہیں ہوا'' تو میں سمجھتا ہوں کہ اس system میں خرابی ہے۔ آپ کے سامنے پوری رپورٹ آئے گی۔اسمبلی کے سامنے آئے گی۔اور جو بھی کمزوریاں ہیں، چیزیں ہیں اُن سب کو ہم شیئر کریں گے۔اور حسبِ ضرورت جو بھی ہوگا، وہ actions بھی انشاءاللہ لیئے جائیں گے۔thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ جام صاحب۔میرے خیال میں اس میں مزید بحث کی گنجائش نہیں ہے۔ جی زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر!مَیں وزیراعلیٰ صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ اُنہوں نے اِس حوالے سے House کو یقین دہانی کرائی ہے کہ جو report ہے CMIT کی، اُن تک پہنچایا جائے گا۔یہ اچھا ہوا منسٹر صاحب کو تو پتہ نہیں تھا۔وزیراعلیٰ صاحب نے کہہ دیا کہ رپورٹ میرے سامنے آ گئی تو اُس رپورٹ پر وہ عملدرآمد کریں گے؟ جناب اسپیکر!مَیں شکریہ ادا کروں گا۔اس کے علاوہ چونکہ وزیراعلیٰ صاحب، اپوزیشن کو تو وقت وہاں نہیں دیتے، House ہی میں ہم اُس کو اپنی گزارشات پیش کرسکتے ہیں۔جناب وزیراعلیٰ صاحب! ایسا ہے کہ ہم نے بارہا اِس Floor پر اپوزیشن نے شکایت کی ہے، بالخصوص کوئٹہ کے جو سریاب کے ہم MPA's ہیں، ہم تین ہیں۔ہم نے بارہا اِس پر شکایت کی ہے۔شاید ہمارے شہر کے یہاں کوئٹہ پیکیج کے حوالے سے کام ہورہا ہے۔کافی عرصہ سے ہورہا ہے۔کوئی تین، چار سالوں سے ہورہا ہے۔پرانے منصوبے ہیں، پایہ تکمیل تک پہنچ رہے ہیں۔اب مصیبت یہ ہے کہ میرے حلقے میں، ملک صاحب کے حلقے میں کام ہورہا ہے۔کام جاری ہے۔جس کا ہم نے اُس وقت proposal دی تھی۔آج کوئی unelected لوگ جو نہ کونسلر ہے، نہ وہ MPA ہے، نہ MNA ہے نہ کوئی سرکاری عہدیدار ہے۔وہ جاکر کے اپنا بورڈ لگا رہا ہے۔کیوں لگائیں؟ اُن کو کیا اختیار ہے۔اس سے law and order کی situation خراب ہوگی۔آج مَیں ایک ذمہ دار کی حیثیت سے اِس Floor پر کہہ رہا ہوں جناب قائد ایوان صاحب! اگر کچھ ہوا۔ یہاں ہماری پشتونخوا ملی عوامی پارٹی، بی این پی، جمعیت علماء اسلام، یہ پارٹیاں ہیں۔ہم نے یہاں سے ووٹ حاصل کیے ہیں۔اور ہمارے حلقوں میں وہ لوگ آئے، جن کا اُس حلقے سے تعلق نہیں ہے۔نہ وہ elected ہے، نہ کونسلر ہے، نہ وہ سرکاری آفیسر ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! آپ بات کو کسی اور طرف لے جارہے ہیں۔دیکھیں! آپ نے جو عوامی نوعیت کا مسئلہ کیا تھا اُس پر مَیں نے آپ کو time دیا۔وہ بات ہوگئی بس۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں مَیں کوئی اور نقطہ بیان کررہا ہوں۔اِس حوالے سے مَیں نے کمشنر صاحب

سے بھی بات کی ہے۔ وہ PD ہے کوئٹہ کا۔ اُن کو مَیں نے نام لکھ کر دیئے ہیں کہ یہ بندے کیوں مداخلت کر رہے ہیں؟ اِن کا کیا تعلق ہے؟ مَیں حلقے کا MPA ہوں۔ جب مَیں وہاں نہیں جاتا ہوں اِس حوالے سے مداخلت نہیں کرتا ہوں۔ سرکاری آفیسران پر دباؤ نہیں ڈالتا ہوں۔ وہ کون ہوتا ہے جو بالکل اُس کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ تو مَیں آپ سے request کرتا ہوں وزیراعلیٰ صاحب سے کہ اِس issue کو اُٹھائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تو آپ کو خوشی ہونی چاہیے کہ وہ آپ کا ہاتھ بٹا رہے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: اِس کو serious اُٹھائیں، جو کام ہے وہ کام جاری رہے۔ ہم بھی خوش ہیں کہ وہاں development کا کام ہو جائے ہمارے حلقوں میں۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی آپ اپنی آخری بات کریں تاکہ۔ کھیتر ان صاحب! دو منٹ۔ جی ٹائیٹس اپنی بات کریں۔

جناب ٹائیٹس جانسن: جناب اسپیکر! اِس وقت سردیوں کا موسم ہے۔ اور پہلے میرے ساتھیوں نے ارکان نے جو بات چیت کی ہے گیس اور بجلی کے متعلق۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں یہ معاملہ تو ہم لوگوں نے نمٹا دیا۔

جناب ٹائیٹس جانسن: نہیں نہیں جناب! ایسے ہے کہ ہماری چار ہاؤسنگ اسکیمیں ہیں، جس پر لوگ رہائش پذیر ہیں۔ اور گزشتہ اتوار کو چیف منسٹر صاحب گئے ہیں ہماری ایک ہاؤسنگ اسکیم پر۔ عرصہ دراز سے۔ اُس کے اُوپر میں نے پہلے بھی بات کی ہے کہ وہ اُس پر پچاس فیصد مرکز نے پیسے دینے تھے اور پچاس فیصد صوبائی گورنمنٹ نے۔ تو گزشتہ دنوں CM صاحب گئے ہیں۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہاں اُنہوں نے پوچھا بھی ہے کہ آپ کا نمائندہ کون ہے۔ یہاں انتخابات ملک میں ہوتے ہیں۔ کس لیے ہوتے ہیں۔ اخراجات ہوتے ہیں بہت بڑے اخراجات ہوتے ہیں۔ اور منتخب نمائندوں کو چھوڑ کر جو کیا ضرورت ہے کہ کسی ایسے نمائندے سے یا ایسے بندے سے وہاں چلے جاتے ہیں جسے information بھی نہیں ہے کہ کیا اسکیم ہے۔ وہ encroachment کی وجہ سے کچھ لوگوں کو نکالا گیا تھا۔ 500 لوگوں کی اسکیمات ہیں۔ اُس پر کوتوال کے علاقے میں بھی ہے، فیز۔2 میں اور ہنہ روڈ پر بھی ہے۔ لوگ وہاں رہائش پزیر ہیں۔ میں نے P&D کو، گورنر صاحب کو بھی لکھ کر دیا ہے۔ CM صاحب گئے ہیں۔ اگر CM صاحب نے وہاں یقین دہانی کرائی تھی گو کہ مجھے بھی کہہ دیتے۔ مجھے نہ کہتے دنیش کو لے جاتے۔ دنیش بھی نہیں ہیں۔ میں بھی نہیں ہوں۔ شام لعل بھی نہیں ہیں۔ آپ جناب ایسے ہے کہ آپ کی respect ہے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے چار اسکیمات پر جو کام کا کہا ہے۔ مسیح قوم کے لوگ وہاں بہت زیادہ دشواری میں

ہیں۔اتنی سردی ہے، نہ بجلی ہے، نہ پانی ہے، نہ گیس ہے۔یہ نہیں کہ ایک اسکیم ہے کوتوال میں 17 ایکڑ زمین ہے۔یہ شہید محترمہ بے نظیر بھٹو نے منظور کی تھی۔ میرے والد وہاں گئے تھے۔ یہ encroachment کی وجہ سے نکالا تھا۔پھر ہنہ روڈ پر ایک اسکیم ہے۔ وہ انیتا عرفان ہماری ممبر تھی آخری گورنمنٹ میں۔اُنہوں نے تقسیم کیئے۔سنجیدگی سے مجھے time دیں۔میں آپ کو بریف کرتا ہوں۔ایسے جو پورے پاکستان کے لوگ وہاں آکر قبضہ کیا ہوا ہے،کورٹ میں کیس ہے۔آپ کو وہاں جانا ہی نہیں چاہیے تھا۔پہلے تو کورٹ میں کیس ہے۔آپ پوچھ لیتے مجھ سے۔دنیش سے پوچھ لیتے پھر جاتے آپ۔وہاں ایک غیر متعلقہ شخص ہے اور وہ پورے پاکستان کے لوگ آئے ہیں جن کیلئے یہ الاٹمنٹ ہوئی ہیں۔documents ہیں۔اُن کے مطابق اُس کو تقسیم کرنا ہے۔تو اس وجہ سے وہ کورٹ میں کیس لگا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ ایسا کریں ٹائیٹس صاحب! کہ جام صاحب سے کوئی time لے لیں۔تسلی سے ساتھ بات کریں۔

جناب ٹائیٹس جانسن: وہ time کے لیے میں نے request کی ہے۔ عادل صاحب سے بات کی ہے۔ پہلے کاکڑ صاحب تھے مجھے time نہیں ملتا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ مسئلہ پھر وہاں تسلی کے ساتھ discuss کریں۔جی قائدایوان صاحب۔

قائدایوان: سب سے پہلے دیکھیں جی!مَیں اور آپ عوامی نمائندے ہیں۔اگر لوگ ہمیں سیاسی حوالے سے، عوامی مسائل کے حوالے سے اور ہر لحاظ سے ہر جگہ بلاتے ہیں۔اور ہم لوگوں کے پاس جاتے ہیں۔ کیونکہ ہماری responsibilty یہ ہے۔ ایک تو وہ ہمارا وہاں کا visit جو ہے وہ totally ایک ہماری پارٹی کے level کا meeting تھا جو کہ ایک شمولیتی پروگرام تھا۔اور اُس پروگرام کے اندر مَیں یقینی طور پر آپ کے مسیحی برادری کی ایک بہت بڑی تعداد خواتین اور مرد دونوں شامل تھے جو وہاں تھے۔اور اِس شمولیتی پروگرام کے دوران پھر یقینی طور پر لوگ اپنے مسائل کے حوالے سے بات چیت بھی کرتے ہیں۔اور سپاسنامہ پیش نہیں ہوا ہے۔پہلی بات کہ ہم بولیں کہ جی سپاسنامہ پیش ہوا ہے۔وہاں تقریر کے دوران جو ہمارے کوآرڈینیٹر تھے اُنہوں نے اِس بات کا خیال کیا کہ جی بلوچستان میں اور خاص کر کوئٹہ میں ایسے بھی علاقے ہیں جہاں بجلی بھی نہیں ہے۔پانی بھی نہیں ہے،گیس بھی نہیں ہے اور پھر اُنہوں نے یہ کہا کہ جی! صرف یہ محلّہ نہیں بلکہ کوئٹہ کے بہت سارے ایسے دیگر علاقے ہیں جہاں لوگوں نے ہم سے سیاسی حوالے سے بہت سارے وعدے لیئے۔بہت سارے ہم سے promises کیئے۔لیکن ہم ابھی تک ایسے چیزوں سے محروم ہیں۔ بلکہ جس ہال کے اندر میں بیٹھا ہوا تھا اُس ہال کے اندر بجلی بھی نہیں تھی۔تو وہ جنریٹر سے

اُنہوں نے وہاں کچھ لائٹوں کا بندوبست کیا تھا۔اور میں نے اُن کو ایک بات بڑی اِس حوالے سے کی کہ بلوچستان میں اِس طرح کے مسائل آپ کے محلّہ میں صرف نہیں ہیں بلکہ پورے بلوچستان میں ہرجگہ ہیں۔لیکن افسوس کی بات ہے جب ہم کوئٹہ کی بات کرتے ہیں۔کوئٹہ پورے بلوچستان کا،ہم سب کا ایک بڑا شہر ہے۔اور اِس شہر کی ضروریات اور اِس شہر کی خوبصورتی اِس شہر کے بنیادی مسائل، اِس شہر کے اسکول ہسپتال اِن سب کی ذمہ داری ہم جیسے پورا کریں گے اِس کا credit ہم سب کو جاتا ہے۔کیونکہ ہمارے پاس ایک ہی شہر ہے۔ جسے ہم اپنے صوبے کا capital بھی کہتے ہیں۔وہاں ایک ہمارا سیاسی پروگرام تھا۔ ہماری پارٹی کا تھا شمولیتی پروگرام تھا۔اوراُنہوں نے یہ مجھے ضرور کہا کہ جی! اگرآپ چاہیں گے کہ ہمارے کچھ مسائل ہمارے community سے منسلک ہیں، ہمارے محلوں سے منسلک ہیں۔کیونکہ ہم یہاں مختلف لوگ اور بھی آئے ہیں۔تو ہم وہ آپ کے پاس پیش کریں گے جو وہ مجھ سے انشاءاللہ آکے بات کریں گے۔دیکھیں! جہاں تک زمین کی بات ہے۔اگر وہ کورٹ کے اندر اُس کا کیس چل رہا ہے۔ایسے کوئٹہ میں بہت سارے علاقے ہیں جہاں پر سرکاری زمینیں ہیں۔اور کچی آبادیوں کے حوالے سے کورٹ میں بہت سارے decisions بہت دفعہ آئے ہیں کہ جہاں اُنہوں نے government کو directions دی ہے کہ جہاں بنیادی حوالے سے بہت پرانی پرانی کچی آبادیاں اگر آباد ہو چکی ہیں تو government کو ایک اُن کا ایک mechanism بنانا چاہیے۔اور اُس mechanism کے تحت بہت سارے لوگوں کو اُن کے حقوق دیئے جائیں۔لیکن میں ہرگز اِس بات کا کیونکہ میں نہ اُس زمین کی تفصیلات میں اُدھر گیا۔اور جہاں تک نمائندگی کی بات ہے بالکل میرا خیال یہ واحد حکومت ہے جس minority departmant بنائی ہے۔اور پورے پاکستان میں آپ میرا خیال اِس بات کی گواہی دیں گے کہ پورے پاکستان کسی صوبے میں آج تک نہیں بنائی ہیں minority department۔حکومت بلوچستان نے پہلی دفعہ minorities کا ایک department بنایا ہے کہ جو بالکل الگ ایک department ہے۔ پہلے آپ سب religious affair department میں آتے ہیں۔اور میرا خیال اتنا بڑا حق بھی minorities کو دینا یہ بھی بہت بڑی achievement ہے۔ جہاں کم از کم اور وہ پہلی سطح پر میرا خیال میں اپنی پہلی سیڑھی وہ department چل رہی ہے۔ جہاں نیا سیکرٹری آیا ہے۔اور اُس کے اسٹاف کے کچھ مسائل ہیں۔ پھر اُس کے دفتر کے کچھ issues ہیں۔اُن کو sort out کرنا ہے۔تو یہ department صرف آپ کے مسائل دیکھے گا۔اور اِس کے ساتھ ساتھ یہ تو کم از کم دنیش ہے،آپ نمائندگی کرتے ہیں۔میں سمجھتا ہوں اقلیتوں کی نمائندگی ہم سب نے کرنی ہے۔ہمیں پتہ نہیں اپنے آپ کو اقلیت کہہ کے خود زیادہ اقلیت بناتے ہیں۔دیکھیں آپ کا ووٹ بھی اُسی طرح

کا حق رکھتا ہے ہمارے elections میں، ہمارے ہر معاملات میں، اِس اسمبلی کے اندر جس طرح کسی اور کا رکھتا ہے۔ تو لہٰذا ہمیں مل کے اِن مسائل کو حل کرنے کے لیے ایک طریقہ کار بنانا چاہیے۔ اور جیسے کہ کچھ پروگرامز ہیں جو کہ minorities سے related ہیں۔ بلکہ ابھی کل ہمارے PSDP review ہر چودہ پندرہ دن میں مَیں ایک PSDP کی پورے صوبے کی review دیکھتا ہوں۔ جس میں ہمارے سارے ممبرز آتے ہیں۔ منسٹرز آتے ہیں، سیکرٹریز آتے ہیں۔ ہم تقریباً بہت دیر بیٹھتے ہیں۔ تو کل بھی miniority department کے حوالے سے جب یہ چیزیں آئیں۔ ہم اِس کو اور زیادہ فروغ دینا چاہتے ہیں۔ اور اگر آپ دیکھیں کہ minority کے حوالے سے جہاں جہاں مختلف علاقے ہیں وہاں access دینا، روڈز دینا، سہولت دینا۔ آپ کی surveilling system کا ایک project ہے ہم اُس کو enhance کرنا چاہ رہے ہیں۔ کہ جہاں چرچ کے حوالے سے ہیں۔ بلکہ Churches کا بھی ہو۔ minority کی جو دوسرے ہمارے مذہب کے لوگ ہیں۔ اُن کی ضرورتیں بھی پوری کرنی چاہیے۔ بلکہ میں تو کہوں گا کہ ہمیں مسجدوں کی بھی کرنی چاہیے۔ کیونکہ department religious affair تو موجود ہے۔ لیکن وہ religious affair department کچھ اتنے عرصے میں کچھ کیا نہیں ہے۔ سوائے زکوٰۃ کے چیئرمینوں کو لگانے کے ہم نے اِس department سے کچھ نہیں کیا۔ تو ہم اِن دونوں چیزوں کے اُوپر بڑی تفصیلی حوالے سے کام بھی کر رہے ہیں۔ اور یہ ساری چیزیں پھر آپ لوگوں کی standing committees میں بھی آئیں گے۔ آپ بھی اپنا مشورہ اُس میں ڈالیں گے۔ اور اُس کو ہم انشاء اللہ بہتر کریں گے۔ جہاں تک کچھ ایسی پیچیدگیاں ہیں جہاں بہتر سمجھتے ہیں کہ اس میں land issues کے کچھ اور بھی مسائل ہیں اُن کو اُسی میرٹ پر انشاء اللہ دیکھا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ سردار صاحب! میرے خیال سے time ختم ہو گیا۔ جی بولیں۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر خوراک و بہبود آبادی): ایک منٹ اسپیکر صاحب! نصر اللہ زیرے کا جو سوال تھا کہ غیر منتخب لوگوں کو فنڈز دینا۔ اور آپ کہہ رہے ہیں کہ مداخلت کر رہے ہیں۔ تو اُن کے معصومانہ سوال کا مَیں معصومانہ جواب دینا چاہتا ہوں کہ جب ہم پچھلے پانچ سال اُس جگہ میری سیٹ تھی مولانا واسع صاحب کے ساتھ۔ تو میرا ایک کزن ہے۔ میری اُس کے ساتھ 22 سالوں سے جنگ چل رہی تھی۔ ابھی شکر ہے جنگ بندی ہو گئی ہے۔ وہ MPA کا الیکشن لڑا PK Map کے ٹکٹ پر۔ اُس کو صرف ایک اپنا ووٹ ملا۔ گھر والی بھی میری کزن تھی، اس نے بھی مجھے ووٹ دیا۔ جناب! آپ کو اچھی طرح پتہ ہے آپ ہمارے علاقے کے ہیں۔ کروڑوں کے ڈیم، کروڑوں کی water supply even پورے trailer بھر بھر کے ٹرانسفارمرز کے۔ اچھا اِسی طریقے سے ایک اور الیکشن لڑا

میرے ساتھ۔میرے اٹھارہ،اُنیس ہزار ووٹ تھے،اُس کے 11 سو ووٹ تھے۔نیشنل پارٹی کا تھا۔اُس ڈھائی سال میں 85 کروڑ روپے دیئے جب یہ لوگ۔جیسے معصوم یہ ہیں ایسا معصوم میں ہوں۔ہم اُدھر تھے یہ اِدھر تھے۔تو 85 کروڑ روپے اُس کو جس کا نام کریم کا شانی ہے اُس کو دیئے۔ آپ اِس چیز کے گواہ ہیں۔پھر میرا یہ ساتھی بیٹھا ہوا ہے، approve اسکیمیں اِس کی، اِس کے ساتھ جو حشر ہوا ہے، یہ خود۔تو عرض ہے کہ ہم کام کر رہے ہیں۔مَیں نے نہیں دیکھا ہے کہ بلوچستان میں، میری عرض سن لیں ملک صاحب! مَیں نے نہیں دیکھا ہے کہ بلوچستان کا کون سا علاقہ ہے۔ہم بلوچستان کی بات کرتے ہیں۔اِن کو تو خوش ہونا چاہیے کہ اُن کے علاقوں میں، اپوزیشن کے علاقے میں روڈیں بن رہی ہیں۔ڈبل روڈیں بن رہی ہیں۔سریاب widening ہو رہی ہے۔ٹیوب ویل لگ رہے ہیں۔ہم روزگار دے رہے ہیں۔تو اُن کو تو خوش ہونا چاہیے۔شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ 15 نومبر 2019ء بوقت سہ پہر 3:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 07 بجکر 05 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆